ماہنامہ
دخترانِ اسلام
لاہور
جون 2016ء

ماہ صیام تاریخی ایام کے آئینے میں

جب خون بہتے دیکھے۔۔ سانحۂ ماڈل ٹاؤن کا دوسرا سال

شہیدۂ انقلاب تنزیلہ امجد

شہیدۂ انقلاب شازیہ مرتضیٰ

سانحۂ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو سلام

شہیدِ انقلاب محمد اقبال

شہیدِ انقلاب غلام رسول

شہیدِ انقلاب محمد عمر صدیق

شہیدِ انقلاب حکیم صفدر حسین

شہیدِ انقلاب شہباز مصطفوی

شہیدِ انقلاب محمد عاصم حسین

شہیدِ انقلاب خاور رانجھا

شہیدِ انقلاب رضوان خان

سمر کیمپس 2016ء

جولائی 2016ء موسم گرما کی تعطیلات میں خواتین کی تربیت کے لیے مختلف کورسز کا اجراء

اسلامک لرننگ کیمپ

میٹرک پاس طالبات اور خواتین کیلئے

کلاسز کا آغاز: 20 جولائی تا 30 جولائی — انٹرویو: 19 جولائی 3 تا 8 بجے شام

فیس اقامتی: 3000 روپے — غیر اقامتی: 1800 روپے

عرفان القرآن کورس

طالبات و خواتین میں فہم قرآن اور انہیں بطور معلّمہ تیار کرنے کیلئے

کلاسز کا آغاز: 04 جولائی تا 13 جولائی — انٹرویو: 03 جولائی 3 تا 8 بجے شام

فیس اقامتی: 3000 روپے — غیر اقامتی: 1800 روپے

بمقام

منہاج کالج برائے خواتین نزد سوک سنٹر ہمدرد چوک ٹاؤن شپ (بغداد ٹاؤن) لاہور

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظامتِ تربیت منہاج القرآن ویمن لیگ

مرکزی سیکرٹریٹ، 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

042-35179538, 35177113

www.minhajsisters.com

e-mail:minhajulquranmwl@gmail.com

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

جلد: 23 شمارہ: 6 رمضان ۱۴۳۷ھ / جون 2016ء

زیرِ سرپرستی

بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر

قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی

خرم نواز گنڈاپور

احمد نواز انجم

جی ایم ملک

منظور حسین قادری

سرفراز احمد خان

غلام مرتضیٰ علوی

نوراللہ صدیقی

فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ

رافعہ علی

عائشہ شبیر

سعدیہ نصراللہ

راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر

صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز

نازیہ عبدالستار

ملکہ صبا

ناشر

علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر

محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر

عبدالسلام

فوٹوگرافی

محمود الاسلام قاضی

کتابت

محمد اکرم قادری

فہرس

اداریہ۔۔ جب خون بہتے دیکھے۔ سانحۂ ماڈل ٹاؤن کا دوسرا سال		5
دعا اور آدابِ دعا کے موضوع پر	علامہ محمد حسین آزاد	7
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب		
نزولِ قرآن کا مقصد	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	16
احوالِ حیات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	نواز رومانی	23
ماہ صیام۔۔ تاریخی ایام کے آئینے میں	محمد احمد طاہر	29
سانحۂ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو سلام	اقراء یوسف جامی	37
جہیز کی شرعی حیثیت	رابعہ نسرین	39
الفیوضات المحمدیہ		46
گلدستہ	نازیہ عبدالستار	47
خصوصی ہدایات برائے ویمن اعتکاف 2016ء		49
تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		50

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ. جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ. مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ. وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ. هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ. اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ. هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ. جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ. هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ. وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ.

(ص، ۳۸: ۴۹۔ ۵۸)

”یہ (وہ) ذکر ہے (جس کا بیان اس سورت کی پہلی آیت میں ہے)، اور بے شک پرہیزگاروں کے لیے عمدہ ٹھکانہ ہے۔ (جو) دائمی اِقامت کے لیے باغاتِ عدن ہیں جن کے دروازے اُن کے لیے کھلے ہوں گے۔ وہ اس میں (مسندوں پر) تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اس میں (وقفے وقفے سے) بہت سے عمدہ پھل اور میوے اور (لذیذ) شربت طلب کرتے رہیں گے۔ اور اُن کے پاس نیچی نگاہوں والی (باحیا) ہم عمر (حوریں) ہوں گی۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا روزِ حساب کے لیے تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بے شک یہ ہماری بخشش ہے اسے کبھی بھی ختم نہیں ہونا۔ یہ (تو مومنوں کے لیے ہے)، اور بے شک سرکشوں کے لیے بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ (وہ) دوزخ ہے، اس میں وہ داخل ہوں گے، سو بہت ہی بُرا بچھونا ہے۔ یہ (عذاب ہے) پس انہیں یہ چکھنا چاہیے۔ کھولتا ہوا پانی ہے اور پیپ ہے۔ اور اسی شکل میں اور بھی طرح طرح کا (عذاب) ہے“۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ، إِذَا أَذْنَبَ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ. فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ. فَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى تَغْلَفَ قَلْبُهُ. فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللهُ فِي كِتَابِهِ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ [المطففين، ۸۳: ۱۴]. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجه وَاللَّفْظُ لَهُ.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان بن جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لے اور (گناہ سے) ہٹ جائے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے (لیکن) اگر وہ زیادہ (گناہ) کرے تو یہ نشان بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے (پورے) دل کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور یہی وہ ”رَانَ“ (زنگ) ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ”ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے عملوں کی وجہ سے سیاہی چھا گئی ہے۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۴۱۰)

حمد باری تعالیٰ

اندازہ کس طرح ہو اس در کی رفعتوں کا
پرنور سلسلہ ہے کعبہ کی عظمتوں کا

احرام باندھ کر جو جاتے ہیں سوئے کعبہ
پیغام انہیں ملا ہے جنت کی راحتوں کا

آمد کا سلسلہ ہے قائم بیک تسلسل
پھیلا کہاں کہاں ہے وہ حسن چاہتوں کا

دیوانہ وار گھومیں اس کے چہار جانب
دل میں سمیٹتے ہیں سیلاب رحمتوں کا

جاں سجدہ ریز کعبہ، دل واصف مدینہ
تحفہ ملا ہے ان کو کعبہ کی رحمتوں کا

اس سے ہی ملا ہے جو کچھ ہمیں ملا ہے
دل پر ہے نقش دائم اس گھر کی شوکتوں کا

یہ شاعری نہیں ہے، آواز ہے یہ دل کی
جو ذکر کررہا ہوں کعبے کی عظمتوں کا

مدت سے ذہن و دل پر جو بوجھ سا تھا خالدؔ
وہ بوجھ اٹھ گیا ہے ناکام حسرتوں کا!

(خالد شفیقؔ)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ بادشاہِ حسن میں ادنیٰ فقیر ہوں
خوش بخت ہوں کہ زلفِ نبیؐ کا اسیر ہوں

کشکولِ جاں میں ہے تو زرِ نسبتِ رسولؐ
اہلِ نظر میں ایک انوکھا امیر ہوں

وہ خوب جانتے ہیں مرے حالِ زار کو
میں بندۂ حبیبِ علیم و خبیر ہوں

تم کو عطائے یار سمجھا ہوں اس لئے
فضلِ خدا سے ملکِ وفا کا سفیر ہوں

اس منبع کرم سے کرم کا سوال ہے
امیدوارِ لطفِ کریم و بشیر ہوں

یہ کوچۂ رسولؐ کی ہیں عظمتیں تمام
رہتے ہوئے میں خاک پر زیبِ سریر ہوں

روشن نبیؐ کے نور سے ہوگا مزارِ قطبؔ
وابستۂ جمالِ سراجِ منیر ہوں

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

جب خون بہتے دیکھے۔۔۔ سانحۂ ماڈل ٹاؤن کا دوسرا سال

ظلم وستم کی داستان بڑی طویل ہے اور اتنی الم ناک جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یہ دنیا دو دھاری تلوار کی مانند ہے جو اتنی تیزی سے کاٹتی ہے کہ کٹنے کا احساس بھی نہیں ہوتا اور اتنا گہرا گھاؤ لگاتی ہے جو جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔ ایسی ہی ظلم وستم کی داستان ہماری آنکھوں نے دیکھی جس کو بیان کرتے ہوئے روح کانپتی ہے۔ ہر طرف گولیوں کی بوچھاڑ، شیلنگ، دھواں اور چیخ و پکار سے کلیجے پھٹ رہے تھے۔ حکومت کے غنڈے پنجاب پولیس کے روپ میں حکمرانوں کے اشاروں پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی رہائش گاہ پر اور ان کے نہتے کارکنان پر سیدھی گولیاں برسا رہے تھے۔ رفقاء و جانثار اپنے قائد کی محبت میں سرشار ہوکر یہ جملے کہہ رہے تھے اگر پولیس والوں نے ہمارے قائد کے گھر کے گیٹ کو پھلانگنے کی کوشش کی تو انہیں ہماری لاشوں پر سے گزرنا ہوگا۔ یہ جملے پولیس والوں کو اور بھی مشتعل کردیتے تھے۔ انتقاماً وہ اور بھی زہر آلود ہوکر اپنے مسلمان بھائیوں کو قتل کررہے تھے اور ان کے دل اتنے سخت ہوگئے تھے کہ اس بات کا لحاظ کئے بغیر کے اسلام نے خواتین کی عزت و تقدس کو پامال کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ ان پر سیدھی گولیاں برسارہے تھے جس کے نتیجے میں چند بہنیں حکومتی غنڈوں کی ریاستی دہشت گردی کا نشانہ بنیں۔ جن میں محترمہ آمنہ بتول ہیں جو ملک حسین سب انسپکٹر کی گولی کا نشانہ بنی، محترمہ رمشا ہیں جو انسپکٹر آصف معراج کی گولی کا اور محترمہ عائشہ کیانی ہیں جو SP عبدالرحیم شیرازی کی گولیوں کا نشانہ بنی جبکہ دو بہنیں تنزیلہ اور شازیہ موقع پر ہی دم توڑ گئیں۔ ان پولیس والوں کی ان نہتے رفقاء سے کوئی دشمنی نہیں تھی لیکن حکام بالا کے آرڈر پر اور اپنی نوکری بچانے کے حرص و لالچ میں بے گناہ اور نہتے لوگوں پر سیدھی گولیاں مارنے سے بھی دریغ نہیں کررہے تھے۔

اس سانحہ میں 14 لوگ شہید ہوئے۔ بہت سے زخمی جو ابھی تک زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں جبکہ بعض ابھی تک جیل میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کو دو برس گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک اس کے مجرم نہیں پکڑے جاسکے ان کے خلاف FIR بھی نہیں کٹی۔ اس سارے واقعہ سے پتہ چلا کہ اس ملک میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ جب منصف ہی قاتل بن جائیں اور جان کے رکھوالے ہی جب جان کے دشمن بن جائیں تو پھر انصاف کہاں سے ملے۔ جس ملک میں ایس ایچ او حکام بالا کے خوف سے ایف آئی آر تک درج نہ کرے اس ملک سے کسی خیر کی توقع کیسے رکھی جاسکتی ہے۔ اس لئے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سیاست نہیں ریاست بچاؤ کا نعرہ لگایا تھا۔ آج حقیقی معنوں میں ریاست کی

کشتی ہچکولے کھا رہی ہے اور ڈوبنے کے قریب ہے کیونکہ نام نہاد جمہوری سیاست پر کرپٹ مافیا کا قبضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابھی تک سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاسکا۔ کیونکہ اصل مجرم وہ خود ہیں۔ اگر حکمران طبقہ ہی کرپٹ اور دہشت گرد ہو تو عوام کو حقوق کیسے میسر آئیں گے اور عوام میں خوشحالی کیسے آئے گی؟

آج عوام کی بے شعوری اور جہالت وناخواندگی کی وجہ سے جو جتنا کرپٹ اور جاہل ہوتا ہے ملک کا حکمران بن جاتا ہے۔ اور لوگ اس کی برائی کی وجہ سے اس کی عزت کرتے ہیں۔ جبکہ اوائل دور کے حکمران حکومت کو بہت بڑی ذمہ داری سمجھتے تھے۔ اس ذمہ داری کو لیتے ہوئے ڈرتے تھے کہ اگر وہ ذمہ داری کو احسن انداز سے نبھا نہ سکے تو کل کو اللہ کے حضور ان کی پکڑ ہوگی۔ اس کے برعکس آج کے لوگ صرف دنیا کمانے کے لئے حکمرانی کرتے ہیں کہ سہولیات مل جائیں گی اور اقتدار ہوگا تو ہر چیز ہماری دسترس میں ہوگی۔ وہ سیاہ وسفید کریں گے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا اور عوامی فلاح کی بجائے پیسے کو ایسے عوامل پر صرف کریں گے جس سے زیادہ سے زیادہ دنیاوی منفعت مل جائے گا۔ ایسے لوگ اپنے نتائج سے بے خبر ہیں اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ جب وہ پکڑتا ہے تو جتنے بڑے عہدے پر کوئی فائز ہے اس کی گرفت بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہے۔ لہذا نافرمان حکمران یہ نہ سمجھیں گے کہ ہم تو عیش میں ہیں بلکہ دراصل اللہ نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے تاکہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ وہ ذات جو سب سے بلند و بالا ہے جب وہ کسی کی گرفت کرتی ہے تو اس کی موت کو عبرت بنادیتی ہے تاکہ لوگ اس سے سبق حاصل کرسکیں۔ جیسے فرعون کو اس کی قوم سمیت غرق کرکے قیامت تک کے لئے اسے ہمارے لئے عبرت کا نشان بنادیا گیا۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ریاستی جبر کی وجہ سے بہت سے گھروں کے چراغ گل ہوگئے۔ ان کے گھروں میں ویرانی چھاگئی۔ ان کا کوئی کفیل نہ رہا مگر ان کی کفالت کا ذمہ تحریک منہاج القرآن نے لیا۔ شہداء کے ورثاء کو گھر دیئے۔ ان کے کاروبار کا بندوبست کیا۔ بچوں کی کفالت کا ذمہ اٹھایا اور تعلیمی اخراجات کو پورا کیا۔ اس کے برعکس شہداء کے ورثاء کو حکومت نے رشوت دینے کی کوشش کی کہ وہ اپنے منہ بند کرلیں لیکن ان جانثار رفقاء نے ان کی دی ہوئی رشوت کو لات ماردی کہ وہ اپنے شہیدوں کے خون کا سودا نہیں کریں گے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے گواہان کی صورتحال یہ ہے ان کو ایک پیشی کے بعد دوسری پر بلالیا جاتا ہے لیکن فیصلہ نہیں کیا جاتا صرف ٹال مٹول کیا جارہا ہے۔ گویا کہ ظلم کی مدد کی جارہی ہے مظلوم کی اس ملک میں کوئی شنوائی نہیں۔ حدیث مبارکہ ہے جس کسی نے ظالم کی مدد کی گویا اس نے غضب الٰہی خود اپنے سر پر لے لیا۔ دوسرا یہ کہ کفر کی حکومت قائم رہ سکتی ہے ظلم کی نہیں۔ لہذا ظالم حکومتِ وقت غضب الٰہی کو آواز دے رہی ہے۔ لیکن وہ دن دور نہیں جب یہ مجرمین تختہ دار پر پہنچیں گے اور بے گناہ شہیدوں کے لہو کا قصاص لیا جائے گا۔ اللہ دشمنوں کو ضرور بے نقاب کرے گا اور مجرموں کو ان کے انجام تک پہنچائے گا۔

دعا اور آدابِ دعا کی فضیلت و اہمیت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا شبِ برأت کے اجتماع سے خصوصی خطاب

(قسط دوم)

ترتیب و تدوین: محمد حسین آزاد　　　　معاونت: محمد خلیق عامر

مورخہ 24 جون 2013ء کو مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن میں شبِ برأت کے ایک بڑے روحانی اجتماع سے دعا اور آدابِ دعا کے موضوع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب فرمایا تھا جس کا نمبر FT-18 ہے۔ جو ماہ شعبان المعظم کی مناسبت سے ایڈٹ کرکے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے۔
(منجانب ادارہ دختران اسلام)

اور پھر فرمایا: وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ ''مجھ پر پختہ یقین رکھو''۔ یعنی ایمان کو یقین کے درجے میں لے جاؤ۔ حالانکہ جب فرمایا: اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ ''اے میرے محبوب ﷺ! میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں'' تو صاف ظاہر ہے کہ یہ بات ہی اہل ایمان کی ہو رہی ہے۔ پھر اس کے بعد مومنوں کو کہنا: وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ ''مجھ پر ایمان کامل رکھو''، تو یہاں ایمان کا معنٰی یقین کا ہوگا کہ جتنی باتیں میں نے تم سے پہلے کہی ہیں کہ میں تمہارے قریب ہوں اس کا یقین پختہ کرو۔ یہ جو میں نے کہا کہ میں ہر پکار کو سنتا ہوں، اس کا یقین پیدا کرو اور یہ جو میں نے کہا کہ پھر میری فرمانبرداری اختیار کرو تمہارا ہر کام ہو جائے گا، اس کا یقین پیدا کرو۔ فرمایا: جب اس پر پختہ یقین رکھ لوگے تو فرمایا: لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ تاکہ وہ لوگ راہ مراد کو پا جائیں۔ یعنی وہ بندے جنھوں نے میری نسبت سوال کیا تھا، اگر یہ شرائط پوری کر دیں تو انہیں مراد مل جائے گی۔ تو اس آیت کریمہ نے مراد کے مل جانے کی ضمانت دے دی۔ اس آیت کریمہ میں یہ چار ادب بیان کیے گئے۔

اور پھر دوسری آیت سورۃ الغافر کی آیت نمب ٦٠ جو میں نے بیان کی اس آیت کریمہ کی تفسیر آقا علیہ السلام کی حدیث مبارکہ سے کرتا ہوں، حضرت نعمان بن بشیرؓ حدیث کے راوی ہیں اور اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اور امام ترمذی نے اور امام نسائی نے اور امام ابن ماجہ سب نے، اصحاب سنن نے روایت کیا اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ: قَالَ: سَمِعْتُ النبیَ ﷺ یقولُ: میں نے آقا علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ فرما رہے تھے، اب یہ الفاظ سننے والے ہیں، آقا علیہ السلام نے فرمایا: الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. ''دعا عین عبادت ہے''۔ کیونکہ دعا میں التفات ہے اللہ کی طرف، بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اللہ کی طرف اپنے دل و دماغ اور قلب و روح کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور پھر دعا کرتے ہوئے منگتا بنتا ہے، اللہ سے مانگتا ہے اور منگتا بننا یہ اصل تذلل اور خشوع وخضوع ہے۔ یہ بندگی کا حسن ہے، مانگتا ہے اللہ سے، وہ تب ہی مانگتا ہے کہ خود کو بے بس اور بے کس سمجھتا ہے۔ اور مولا کو مالک و قادر، سمجھتا ہے۔

یہاں بندے کا رشتہ اپنے اللہ سے قائم ہو رہا ہے۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہو کے مانگتا ہے کہ میں بے بس ہوں، میرے اختیار میں کچھ نہیں مولا، ہر شے تیرے ہاتھ میں ہے، تو مجھے عطا کر، تو میری مدد کر، تو مجھے ہدایت دے، تو مجھے ایمان دے، تو مجھے عمل صالح کی توفیق دے، تو مجھے بخشش دے، مجھے معاف کر، تو مجھے رزق عطا کر، تو مجھے دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا کر، جب اللہ سے مانگتا ہے تو گویا مانگنے اس کیفیت میں بندہ اپنے مولا کے ساتھ ایک تعلق استوار کر رہا ہے یہ عبادت ہے۔

لہذا ان شرائط کے ساتھ کوئی دعا کرے تو آقا علیہ السلام نے فرمایا: یہ دعا خود عبادت ہے۔ اور پھر وہ آیت کریمہ پڑھی، ثُمَّ قَرَءَ، وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ ارشاد فرمایا: تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو۔ اَسْتَجِبْ لَكُمْ میں تمہاری دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔ اور اس آیت کریمہ کا جو اگلا لفظ ہے وہ وہ بنیاد ہے جس کی وجہ سے آقا علیہ السلام نے دعا کو عبادت فرمایا اور آیت کی تفسیر کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ ''وہ لوگ جو میرے عبادت سے تکبر کرتے ہیں''، لفظ عبادت جو یہاں آیا اس سے مراد دعا ہے۔ جو مجھ سے مانگنے میں سرکشی کرتے ہیں۔ بھلے نماز پڑھ کے چلے جاتے ہیں مجھ سے مانگتے نہیں، میری بارگاہ کے منگتے نہیں بنتے، ہاتھ نہیں اٹھاتے، ایک حدیث میں اللہ پاک نے فرمایا:

مجھے تمہارے سجود اور تمہاری عبادات سے اتنی خوشی نہیں جتنی تمہاری دعا سے ہوتی ہے کیونکہ جب تم میری بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کے مانگتے ہو اور مجھ سے سوال کرتے ہو تو مجھے خوشی ہوتی ہے مگر جو لوگ میری عبادت کرنے سے، مجھ سے دعا کرنے اور مجھ سے مانگتے اس سے سرکشی کرتے ہیں فرمایا: سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ دعا خود عبادت ہے۔ لہٰذا کثرت کے ساتھ دعا کو معمول بنانا چاہیے۔

جامع ترمذی کی حدیث ہے جسے امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا اور یہ حدیث حسن ہے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ راوی ہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: لیسَ شیءٌ أکرَمَ علیَ اللّٰهِ

تعالیٰ مِنَ الدُّعاء. ''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ محترم ومکرم کوئی چیز نہیں''۔آپ اندازہ کریں۔اس لیے دعا کو عین عبادت کہا۔اور ایک حدیث میں فرمایا: الدعاءُ مخُّ العبادة '' دعا پوری عبادت کا مغز اور نچوڑ ہے''۔اور فرمایا: ''اللہ کے حضور اس کی بارگاہ میں دعا کرنے سے بہتر کوئی شے تکریم وعزت والی نہیں ہے''۔خدا کے حضور یہ قابل تکریم عمل ہے۔اور جامع ترمذی میں یہ حدیث حضرت انس ابن مالکؓ سے مروی ہے: قال: الدُّعاءُ مُخُّ العِبَادَة. کہ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔اور پھر آقا علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا جسے حضرت سلمانؓ روایت کرتے ہیں۔فرمایا: لَا یَرُدُّ القَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِيْ العُمُرُ إِلَّا البِر. آقا علیہ السلام نے فرمایا: کہ دعا کے علاوہ کوئی شے اللہ کی تقدیر کو بدل نہیں سکتی اور نیکی و پرہیزگاری کے سوا کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کرسکتی۔

یعنی دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے اور دعا کے سوا کوئی اور شے تقدیر کو نہیں بدل سکتی۔اور تاریخ میں جائیں جب بھی تقدیر کسی کی بدلی ہے کسی نہ کسی کی دعا سے بدلی ہے، خواہ نبی کی دعا سے خواہ ولی کی دعا سے، دعا تقدیر کو بدلتی ہے۔اور اسی طرح کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کرسکتی، عمر مقرر ہے۔اللہ پاک نے جب دنیا میں ہمیں بھیجا تو عمر مقرر کر کے بھیجا مگر فرمایا: عمر کو بڑھانے والی بھی ایک چیز ہے اور وہ ہے؟ نیکی۔ نیک اعمال کرنا، لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا، صدقہ کرنا، لوگوں کے ساتھ احسان کرنا، خرچ کرنا، لوگوں کے حالات کو بہتر کرنا، لہٰذا فرمایا کہ جتنی لوگوں کے ساتھ نیکی کرو گے تمہاری عمر میں اضافہ ہو گا۔نیکی کرنا خود ایک دعا بن گئی اور عمر میں اضافے کا باعث ہوگئی۔اور چونکہ دعا اللہ کے حضور سب سے اکرم چیز اور برگزیدہ عمل ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے قبول کرنے کے لیے منتظر رہتی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اور امام ترمذی نے سنن میں اور دارمی نے بھی اسے روایت کیا اور یہ حدیث بھی حسن ہے۔حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت ہے کہ قالَ: سمعتُ رسول اللهِ یقُولُ: قَالَ الله یبنیٰ آدم، إِنَّکَ مَعَ دَعُوتَنِي وَرَجَوتَنِي غَفَرتُ لَکَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْکَ وَلَا أُبَالِيْ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے بندے جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور قبولیت کی امید رکھتا رہے گا تو جو بھی گناہ ولغزش تم سے سرزد ہوتی رہے میں تمہاری امید اور دعا کے عمل کے باعث میں تجھ کو بخشتا رہوں گا، پھر فرمایا: یٰبنِیٓ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ زمین سے بڑھ کر آسمانوں اور فضاء کے بادلوں کو چھونے لگیں یعنی فضاء بھر جائے تمہارے گناہوں سے اور پھر بھی تو مجھ سے مایوس نہ ہو اور مجھ سے بخشش مانگتا رہے تو فرمایا: میں پھر بھی تمہیں بخش دوں گا اور مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ تیرے گناہ اتنے زیادہ ہو گئے کہ فضا کے بادلوں تک جا پہنچے۔کیونکہ میری بخشش اور میری رحمت کی کوئی حد نہیں، مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ تمہارے گناہ کتنے تھے، میں دیکھتا ہوں کہ تیری امید میری بخشش پہ کتنی ہے اور تیرا یقین میری رحمت پہ کتنا ہے

اور مجھ سے بخشش و مغفرت کتنے یقین کے ساتھ اور تسلسل سے کتنا مانگتا رہتا ہے۔ اگر تیرا عمل مجھ سے معافی مانگنے کا، دعا کرنے کا، بخشش طلبی کا نہ ٹوٹے تو میرا بخش دینے اور معاف کر دینے کا عمل بھی نہیں ٹوٹے گا۔

پھر آقا علیہ السلام نے فرمایا: يٰبنى آدمُ! إِنَّکَ لَوْ أَعْطَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِکُ بِيْ شَيْئًا لَأَتَيْتُکَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً. اے ابن آدم! اللہ فرماتا ہے اگر تو اتنے گناہ کر دے گا کہ جتنی زمین کے وسعتیں ہیں، مشارق سے مغارب تک، پوری زمین اگر تو گناہوں سے بھر دے گا، بشرطیکہ تم نے اللہ سے شرک نہ کیا ہو، ایمان باللہ اور توحید پر قائم ہو تو زمین کی وسعتوں کے برابر بھی اگر گناہ لے کے آئے گا اور مجھ سے بخشش اور مغفرت طلب کرے گا اور بندہ بن کے تذلل، خشوع و خضوع اور میری رحمت و بخشش پہ کامل یقین رکھ کر مجھ سے معافی مانگے گا تو میں زمین کے وسعت کے برابر تجھے بخشش عطا کر دوں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا پر کتنا زور دیا اور اللہ تعالیٰ کو ہماری دعا سے کتنی خوشی ہوتی ہے اور ہماری دعا پر اللہ کتنی بخشش و رحمت لوٹاتا ہے۔ اسی طرح امام ترمذی نے ایک اور حدیث صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کے راوی ہیں جس میں آقا ﷺ نے فرمایا: مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ بَابُ الرَّحْمَةِ کہ ”تم میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا اس پر اللہ کی رحمت کا دروازہ کھول دیا گیا“۔ یعنی جس شخص کو اللہ سے دعا کرنے اور دعا کرتے رہنے کی توفیق دے دی گئی کہ وہ کبھی بھی اللہ سے دعا کرنا نہ چھوڑے اور مایوسی کو قریب نہ لائے اور اللہ سے دعا کرتا رہے، تو اس کے لئے اللہ پاک کی طرف سے پیغامِ رحمت ہے، دوسرے لفظوں میں ایک دعا کا دروازہ جس پر کھل گیا، اللہ نے اس پر رحمت کے سب دروازے کھول دیئے۔

پھر بے شمار مانگی جانے والی چیزوں میں سب سے بہتر چیز جو اللہ کو محبوب ہے، جس پر اللہ خوش ہوتا ہے وہ معافی ہے۔ ایک گناہگار کے اللہ سے معافی مانگنے پر جتنی اس کی رحمت خوش ہوتی ہے اتنی اور کسی چیز سے نہیں۔ پھر آقا ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ. آقا ﷺ نے فرمایا: لوگو سن لو دعا اس مصیبت کے لیے بھی فائدہ مند ہے جو اتر چکی ہے۔ اور اس کے لئے بھی جو ابھی نہیں اتری لہذا اللہ کے بندو ہمیشہ دعا کو اختیار کرو۔ آقا ﷺ نے فرمایا: ”دعا تقدیر کو بھی رد کر دیتی ہے لہذا فرمایا دعا کیا کرو، دعا کرتے رہا کرو، اپنے دستِ سوال منگتے بن کر اپنے اللہ کے سامنے دراز کرتے رہا کرو۔ جو تکلیفیں آ گئی ہیں وہ بھی اللہ دفع کر دے گا اور جو ابھی نہیں آئیں اور ابھی پردہ غیب میں ہیں، مستقبل میں انہیں آنا تھا، اللہ تعالیٰ وہیں سے انہیں موڑ دے گا اور رد کر دے گا اور تمہیں پتہ بھی نہیں ہو گا کہ وہ مصیبت آنی تھی نہیں آئی، لیکن اللہ اس پردہ غیب میں اسکا اہتمام فرما دے گا۔

یہ تعلیم دے کر آقا ﷺ نے فرمایا: فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ بس اللہ کے بندو! اپنے اوپر دعا کرنا

لازم کرلو، یعنی ہمہ وقت اپنا معمول بنالو اور اللہ کے حضور دعا کرتے رہا کرو۔ ایک اور حدیث جسے حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا اور امام ابوداؤد نے اس کی تخریج کی اور یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّسْتَجِيبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَالشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَالْيُكْثِرِ الدُّعَاءِ فِي الرَّخَاءِ. ''جو شخص یہ چاہے (جسے یہ پسند ہو) جب مشکلات آتی ہیں۔ مصیبتیں اور تکالیف آتی ہیں اس زمانے میں اس کی دعا قبول کی جائے تو وہ خوشحالی کے اوقات میں یعنی جب بیماری نہیں ہوتی، امتحان نہیں دیا ہوتا، پریشانی نہیں ہوتی، کوئی مشکل اور مصیبت نہیں ہوتی، بندہ خوش ہوتا ہے، خوشحال ہوتا ہے) تو وہ اللہ سے زیادہ دعا کیا کرے۔

جو ہر وقت خوشحالی کے اوقات میں اللہ کا منگتا بنا رہے۔ اس سے مانگتا رہے اور دعا کے عمل میں تسلسل رکھے اللہ پاک ان دعاؤں کے صدقے سے مشکلات کے زمانے میں بھی اس کی پریشانیوں کو ٹال دے گا اور مشکلات کے زمانے کی دعاؤں کو قبول کر دے گا۔ خوشحالی کے دور کی دعائیں طاقت اور قوت دیتی ہیں۔ وہ دعائیں جو مشکلات کے زمانے میں بندہ کرتا ہے ان کی تاثیر اور قبولیت کو بڑھا دیتی ہیں۔

اب آخر میں آپ کو کچھ سبق ایسے دے دیتا ہوں، کچھ راز بتاتا ہوں آقا علیہ السلام کی احادیث مبارکہ اور آقا علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعلیمات اور ہدایات سے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے کہ تو دائماً آدمی مستجاب الدعوات ہو جائے۔ سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ صلہ رحمی کریں اور قاطع رحم نہ بنیں۔ خونی رشتوں کو مت توڑیں۔ ہم خونی رشتوں میں بڑی ناانصافیاں کرتے ہیں۔ اپنی سوسائٹی میں ظلم کرتے ہیں، باہر بڑے اچھے کہلاتے ہیں مگر خونی رشتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ بھائی بہن آپس کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ بھائی اپنی بہنوں کے دل توڑتے ہیں، ان کی ضروریات کی پرواہ نہیں کرتے، ان کی دلجوئی نہیں کرتے۔ بہنیں بھائیوں کا خیال نہیں کرتیں۔ آج رشتوں میں جو خون سفید ہو گئے ہیں اس محبت اور صلہ رحمی کی جگہ ہمارے شریکہ نے (ہم پاکستانی اور پنجابی زبان میں اسے شریکہ کہتے ہیں) لے لی ہے۔ اس شریکہ میں حسد اور بغض آتا ہے جس نے صلہ رحمی ختم ہوگئی اور ہم قاطع رحم بن گئے۔ یعنی خونی رشتوں کو توڑنے والے ہو گئے ہیں۔ خونی رشتوں کا حیا ختم ہو گیا ہے اور خونی رشتوں کے سبب ایک دوسرے سے بھلائی کرنے والے نہیں رہے، دل ہمارے تنگ ہو گئے ہیں۔ شادیاں ہو جاتی ہیں تو وہ بھائی بہن اور رشتہ دار جو شادیوں سے پہلے ایک ماں باپ کے گھر میں آپس میں ایک دوسرے کے لیے جان دیتے تھے، جب ان کی اپنی اولادیں ہو جاتی ہیں تو ان اولادوں کی محبت بھائی بہن کی محبت کی جڑ کاٹ کے رکھ دیتی ہے۔

ان کی بھی اولادیں ہو جاتی ہیں تو پھر اولادوں کا مقابلہ ہو جاتا ہے۔ حسد آ جاتا ہے، موازنہ آ جاتا ہے۔ ہم قاطع رحم بن جاتے ہیں۔ مال و دولت مل جاتی ہے۔ اگر ایک دوسرے خونی رشتے کے پاس مال کم ہے تو ہم باہر خرچ کریں گے مگر اپنے ارحام پر خرچ نہیں کرتے۔ بہنوں بھائیوں پر، اولاد پر، ماں باپ پر، اقارب پر

حتیٰ کہ ہم تو بعض اوقات میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے باہر کوئی شخص بے پناہ خرچ کرتا ہے گھر بیوی بچوں کی خوشحالی کے لیے خرچ نہیں کرتا۔ بیوی بچوں کو گھر میں تنگی دے گا، ان کی ضروریات میں کہے گا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ آجکل انکم نہیں ہے، انہیں تنگ رکھے گا۔ سہولت نہیں دے گا، لباس میں تنگی دے گا، آسائش حیات میں تنگی دے گا، جائز ضروریات میں تنگی دے گا۔ باہر بڑا سخی کہلائے گا۔

اب باہر وہ لوگوں کو جہیز بھی دے رہا ہے، نیکیاں بھی کر رہا ہے، میلاد پاک اور گیارہویں شریف پہ بھی خرچ کر رہا ہے، صدقات و خیرات بھی کر رہا ہے، نیکی کے کاموں پر بھی خرچ کر رہا ہے اور سیاسی کاموں پر بھی بے تحاشا حرام کے پیسے لٹا رہا ہے مگر گھر تنگی دیتا ہے۔ اسے سمجھنا چاہئے کہ اللہ کے حضور ایسی سخاوتیں قبول نہیں جو پہلے فرائض کو نظر انداز کر کے کی جائیں۔ جہاں خونی رشتہ ہے، جو مستحق ہیں، آقا علیہ السلام سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہتر صدقہ کیا ہے؟ آقا علیہ السلام نے فرمایا: اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا۔ یعنی بیوی بچوں پہ خرچ کرنا، خونی رشتوں پر خرچ کرنا۔ لہذا اگر خونی رشتوں کے ساتھ بھلائی و دلجوئی کریں گے تو آپ کی دعائیں قبول ہو جائیں گی، آپ مستجاب الدعوات بن جائیں گے، یہ راز سمجھیں۔ خونی رشتوں میں بھلائی اور احسان کرنا دعاؤں کو اللہ کے حضور قبولیت کا یقین اور ضمانت دے دیتا ہے۔ اور دوسرا راز جو آقا علیہ السلام نے فرمایا وہ یہ ہے کہ اپنے رزق کو حلال کر لیں۔ رزق حرام سے پرہیز کریں۔ بھوک سے مر جائیں مگر حرام کا رزق نہ کھائیں، رشوت نہ لیں، غبن نہ کریں، اپنے کام میں بددیانتی نہ کریں، چوری نہ کریں، خیانت نہ کریں، جہاں جہاں آپ بیٹھے ہیں، جس دفتر میں متعین ہیں، آپ کے پاس ایک پیسہ بھی اگر آتا جاتا ہے وہ بھی اللہ و رسول کی امانت ہے چونکہ آپ کو اس کے اوپر امین اور محافظ بنایا گیا ہے۔ اس کی خیانت کریں گے تو آپ کا رزق بھی حرام ہو گا، آپ کی عبادتیں بھی مردود ہوں گی، آپ کی دعائیں بھی مردود ہوں گی۔ آپ دنیا و آخرت سب برباد کر بیٹھیں گے۔ ان چار ٹکوں کے باعث جن کی خاطر انسان بے ایمانی کرتا ہے، رشوت لیتا ہے یا پیسے چوری کرتا ہے، مارکیٹ میں سودا کرنے جاتا ہے، مختلف ریٹس لاتا ہے اور ان کے ساتھ اپنے حصے کا کمیشن بناتا ہے، دفتر سے زیادہ وصول کرتا ہے اور باقی اپنی جیب میں رکھتا ہے۔ وہ یہ سب دوزخ کا سامان تیار کر رہا ہے۔ وہ شخص دوزخ خرید رہا ہے، ایمان برباد کر رہا ہے، عبادتیں رد ہو رہی ہیں، دعائیں بے پناہ رد ہو رہی ہیں۔ رزق کے ذرائع حلال رکھیں۔ جس شخص کا رزق حلال ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جس کا رزق حرام ہے اس کی دعائیں رد کر دی جاتی ہیں جن کی قبولیت کے لئے میں نے دو راز بتائے۔ صلۃ الأرحام اور پرہیز از اکل حرام۔ خونی رشتوں کو بھلائی اور نیکی سے ڈیل کریں اور رزق حرام سے بچیں، رزق کو ہمیشہ حلال رکھیں۔ یہ دو راز کی باتیں بتا

دیں جو آقا ﷺ نے امت کو بتائیں۔ اب میں قبولیت دعا کی دو تین چیزیں ایسی بھی بتا دیتا ہوں جو حالت دعا سے متعلق ہیں اور دو تین چیزیں ایسے بتا دینا چاہتا ہوں جو وقت دعا سے متعلق ہیں۔ لہٰذا جب دعا کریں غافل دل کے ساتھ نہ کریں، ہم بعض اوقات دعا میں لمبا وقت لگاتے ہیں مگر دل اس دعا کے ساتھ شریک نہیں ہوتا۔ جو کچھ زبان کہہ رہی ہوتی ہے دل اس کی لذت محسوس نہیں کر رہا ہوتا۔ دل زبان کے ساتھ نہیں ہوتا، بس ہاتھ اٹھا کے دعا ہو رہی ہے مگر دل غائب ہے۔ ارے! اللہ سے مانگتے ہوئے، جب دل اس کے حضور سے غائب ہو تو مالک تمہاری جھولی میں کیسے ڈالے گا؟

وہ دیکھتا ہے تمہارے دھیان کو کہ حاضر ہے یا غائب۔ لہٰذا قلبِ غافل سے کبھی دعا نہ کریں، جب دعا کریں سب سے پہلے رجوع الی اللہ کریں اور دل کو حاضر کریں، توجہ کے ساتھ دل کو حاضر کریں، اللہ کی طرف دل کا رجوع کریں، اللہ کی رحمت کو چشم تصور کے ساتھ دیکھیں اور اپنے دل کو اللہ کے باب رحمت اور باب مغفرت پہ کھڑا دیکھیں۔ مولیٰ کی بارگاہ میں دل کو حاضر کریں اور جو زبان سے کہیں دل اس کے ساتھ شریک ہو۔ اس سے اجابت بڑھ جائے گی، قبولیت بڑھ جائے گی، دوسری چیز جو بڑی اہم ہے وہ یہ کہ دعا کریں تو اس میں عجلت نہ کریں کہ اس کی قبولیت جلد ہو، یہ چیز دعاؤں کی قبولیت کو روک دیتی ہے۔ ہم اس مصیبت میں بھی مبتلاء ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی، جب فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم کی حد کر دی، دعا مانگی! باری تعالیٰ فرعون اور اس کے لشکر کو جو کمزور بنی اسرائیل کی نسلوں پر ظلم کر رہا ہے اسے غرق کر دے، اللہ رب العزت نے جبریل امین علیہ السلام کو اگلے ہی دن بھیجا، وحی فرمائی، فرمایا: موسیٰ (علیہ السلام) تمہاری دعا ہم نے قبول کر لی۔ فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کرنا اللہ نے قبول کر لیا، اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اگلے دن سے انتظار کرنے لگے کہ دعا قبول ہو گئی اور وحی میں آ گیا، حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خوشخبری سنا دی، لیکن اب عمل کب ہوتا ہے؟ اس قبولیت دعا کا عملی مظاہرہ کب ہوتا ہے؟ فرعون لشکر سمیت غرق کب ہوتا ہے؟ دعا قبول ہو گئی، پیغام آ گیا مگر حقیقتاً اس کے غرق ہونے میں چالیس سال لگے۔ یعنی فرعون اور اس کے لشکر کے غرق ہونے کا جو واقعہ پیش آیا وہ دعا کے قبول ہونے کے دن سے چالیس سال بعد میں پیش آیا۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دن بھی شکوہ نہیں کیا کہ باری تعالیٰ تو نے وحی بھیجی کہ دعا قبول ہو گئی اور آج اتنے سال گزر گئے؟ نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل و دماغ میں اس کا خیال تو نہیں آیا۔ اس لئے یقین نبوت کی شان ہے۔

جس کا عالم یہ تھا کہ چالیس سال گزر گئے تب بھی اس وحی کی صداقت میں شک نہیں کیا اور اطمینان رہا کیونکہ معلوم ہے کہ جب اللہ نے دعا قبول کر لی تو اس کا عملی مظاہرہ کرنا یہ اس کی شان اور اس کا حق ہے۔ بندے کا

یہ حق نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ کھپ نہ ڈالیں، کھپ زبان کی بھی ہوتی ہے اور دل کی بھی ہوتی ہے۔ دل جب بے چین و مضطرب ہوتا ہے تو یہ دل کی کھپ ہے۔ بندے کا کام عرض کر دینا ہے، آگے مالک پہ چھوڑ دیں۔ جب عجلت نہیں کریں گے تو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے اس بندے کے لئے قبولیت بڑھ جاتی ہے کہ بندہ صحیح وفاداری کر رہا ہے۔ یہ کہ جو چیز اللہ و رسول کی نافرمانی کا باعث ہو اور گناہ کا سبب بنے یا اللہ سے دور کر دے، ایسی چیز کے لیے دعا نہ مانگیں۔ یعنی گناہ کے لیے دعا نہ مانگیں اور نہ کسی ایسے امر کے لیے مانگیں جو گناہ کی طرف لے جائے۔

اور چوتھی چیز ہے **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** یعنی مصطفوی انقلاب کے اس عظیم مشن میں جو آپ کام کرتے ہیں، تحریک منہاج القرآن میں اور باطل کے خلاف آواز حق بلند کرتے ہیں، سوسائٹی میں نیکی اور اچھائی کی دعوت دیتے ہیں۔ اور برائی و منکرات کے خلاف آواز حق بلند کرتے ہیں اور شب و روز اس کی دعوت لے کے نکلتے ہیں، وقت لگا دیتے ہیں، محنت کرتے ہیں اور جان و مال خرچ کرتے ہیں، اس کو جاری رکھیں۔ فرداً فرداً بھی اور جماعتاً جماعتاً بھی کیونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جس سوسائٹی، جس گھر، جس تنظیم و جماعت میں جاری رہے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جس معاشرے سے یہ دعوت ختم ہو جائے اس معاشرے کی دعاؤں کی قبولیت ختم ہو جاتی ہے۔

آقا ﷺ نے فرمایا: اس رب کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب تک تم نیکی کی دعوت دیتے رہو گے اور منکر سے منع کرتے رہو گے تو اللہ پاک تمہاری دعاؤں کو قبول کرے گا اور اگر تم نے دعوت کا کام روک دیا یعنی **امر بالمعروف و نہی عن المنکر** سے رک گئے، گھر بیٹھ گئے اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ برائیاں، منکرات، پریشانی، فحاشی، عریانی، ظلم، خیانت، بددیانتی اور کرپشن اس کو عام ہونے دیا اور اس کو روکنے کے لیے آواز بلند نہ کی، جدوجہد نہ کی، گھر گھر تک آواز نہ پہنچائی، اگر یہ کام تم نے چھوڑ دیا تو اللہ پاک ساری قوم کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا: **لَيُوْشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ**، (اگر تم نے **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر**) کو چھوڑ دیا تو) ''اللہ پاک تم پر ایسا عذاب نازل کرے گا پھر اس ماحول میں تم دعا کرتے رہ جاؤ گے اور تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی''۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے مسند میں روایت کیا اور امام ترمذی نے بھی روایت کیا اور اس باب میں کثیر احادیث ہیں جو میں نے مختلف وقتوں میں بیان کی ہیں۔ یہ حدیث حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے مروی تھی۔ ایک حدیث سیدنا صدیق اکبرؓ سے بھی مروی ہے کہ آقا ﷺ نے یہاں تک فرمایا: ''جس معاشرے میں **امر بالمعروف و نہی عن المنکر** کا

کام ختم ہو جائے، (یعنی جس معاشرے میں خیر کی دعوت کا عمل ختم ہو جائے اور شر اور کرپشن و گناہ کے کاموں اور منکرات کے کاموں سے روکنے کا عمل، جدوجہد اور کاوش ختم ہو جائے) اس معاشرے پر ایسا عذاب نازل ہوتا ہے کہ پھر **شِرارُکُم** ''تم میں بدترین لوگ اس معاشرے کے حکمران بن جاتے ہیں''۔ یعنی کمینے، گھٹیا، بدترین، خائن، تمہارے حکمران بن جاتے ہیں۔ آگے فرمایا: **ثُمَّ یَدْعُوْا خِیَارُکُمْ فَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ** ''پھر اولیاء و صالحین، اللہ والے اور خیار امت بھی دعائیں اپنے ملک وقوم اور سوسائٹی کے لیے کریں تو ان کی دعائیں اللہ قبول نہیں کرتا''۔ یعنی ان کی دعاؤں کو روک لیتا ہے اور آخرت کے لیے اللہ اپنے مقرب بندوں کی دعاؤں کو نیک اعمال کے طور پر اجر میں رکھ دیتا ہے ان کو رد نہیں فرماتا بلکہ ان کی دعاؤں کو نیک اعمال میں بدل دیتا ہے اور آخرت میں ان کو اجر عطا کر دے گا کہ انہوں نے دعائیں کیں اپنی امت اور سوسائٹی کے لیے، مگر ان اولیاء صالحین اور خیار امت کی بھی دنیا میں دعائیں قبول نہیں ہوتیں اس معاشرے کے حق میں جس معاشرے نے از خود خیر کے لیے اٹھنا چھوڑ دیا ہو اور شر کا راستہ روکنے کے لیے اٹھنا چھوڑ دیا ہو، جس نے **امر بالمعروف** کی دعوت روک دی ہو اور جس نے **نہی عن المنکر** پر محنت روک دی ہو۔

ہم اس نتیجے پر عرصے سے پہنچ چکے ہیں اور ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اس ملک میں شر ہے، فتنہ ہے، خیانت ہے، کرپشن ہے، بد دیانتی ہے، منکرات ہیں، فحاشی ہے، عریانی ہے، بے حیائی ہے، گلے کٹ رہے ہیں، خون بہہ رہے ہیں، عزتیں لٹ رہی ہیں، شراب عام ہے، بدکاری عام ہے، حق تلفی عام ہے، ہر شخص جانتا اور دیکھتا ہے مگر کوئی شخص ان برائیوں کو روکنے کے لیے نہ خود اٹھنے کو تیار ہے اور نہ وہ لوگ جو اجتماعی طور پر، تنظیمی طور پر اس کے خاتمے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ایک عذاب کی لپیٹ میں ہیں۔

لہٰذا لوگو! اگر چاہتے ہو کہ اللہ کی قبولیت والی رحمت منقطع نہ ہو اور ہماری دعائیں قبول ہوتی رہیں تو پھر **امر بالمعروف و نہی عن المنکر** کی دعوت جاری رکھو، یہ جہاد اکبر ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں دعا کی حقیقت، اس کا معنٰی، اس کا سچا مفہوم سمجھنے کی توفیق دے، اس کے آداب بھی عطا کرے، اس کی قبولیت اور یقین کی شرائط بھی عطا کرے اور ہمیں اس قابل کرے کہ ہم قبولیت دعا کا انفرادی زندگیوں میں اور معاشرے کے اندر اجتماعی زندگیوں میں ماحول بھی پیدا کر سکیں۔ اللہ رب العزت ہمارے حال پر کرم فرمائے اور ہمیں ہمہ وقت اپنی بندگی، تابعداری، فرمانبرداری اور وفاداری میں رکھے۔ **وما علینا إلا البلاغ**

قرآن کے نزول کا مقصد حصولِ ہدایت ہے

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

جب ہم اس کائنات میں غوروفکر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اس کائنات میں بڑی مرکزی اہمیت حاصل ہے اور اس کائنات کی ہر چیز اس کے لئے مسخر ہے اور یہ انسان اپنی عقل کی بناء پر ہر شے کو اپنے تصرف میں لارہا ہے۔ یوں انسان اس کائنات کا بادشاہ اور شہنشاہ دکھائی دیتا ہے۔ اتنی زیادہ قوت و طاقت کی بناء پر اس کے پھسلنے کے خدشات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ ان سے بچانے کے لئے انسان کو باری تعالیٰ نے اپنا کلام قرآن عطا کیا ہے اور بلاشبہ انسان اور قرآن اس کائنات کی دو مسلمہ حقیقتیں ہیں اور ان دونوں میں سے قرآن نے انسان کے بارے میں بتادیا ہے کہ وہ انسان کیا ہے، اب انسان کے لئے سب زیادہ ضروری ہے کہ قرآن کو پڑھے، سمجھے اور بار بار اس میں غوروفکر کرے تاکہ وہ اپنی انسانیت کی حقیقت کو پاجائے اور قرآن کے نزول سے لے کر اور ہدایت کی فراہمی اور رسائی تک سارے امور قرآن کو بخوبی جان لے اور دوسروں کو اس قرآن کی آفاقی تعلیمات سے صحیح معنوں میں آگاہ کرے۔ انسان کو بندہ رحمٰن بننے کے لئے قرآن سے بہتر کوئی چیز راہنمائی نہیں دے سکتی۔ اب ہم قرآن ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ یہ کب نازل ہوا اور اس کے نازل کرنے کا مقصد رب کے نزدیک کیا ہے اور انسان نے اس قرآن کے بارے میں کیا نقطہ نظر اپنایا ہوا ہے؟ سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. (البقرہ،۲:۱۸۵)

’’رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں‘‘۔

ہماری خوش نصیبی ہے کہ باری تعالیٰ نے ہمیں اپنی زندگی میں شہر رمضان عطا فرمایا اور یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اور وہ قرآن جو لوگوں کے لئے اس لئے نازل کیا گیا تاکہ وہ اس قرآن کے ذریعے ہدایت پائیں اور اس قرآن کے ذریعے حق و باطل، سچ اور جھوٹ کے درمیان امتیاز کریں اور اس قرآن کو اپنے لئے ساری زندگی میں سرچشمہ

ہدایت ”ھدی للناس“ سمجھیں اور اس کی ”بیّنٰت“ سے مستفید ہوں اور اس قرآن سے راہنمائی حاصل کریں۔

قرآن کا نزول ہدایت کے لئے ہے

اس آیہ کریمہ میں ”ھدی للناس“ کے الفاظ ہمیں پکار پکار کر یہ دعوت دے رہے ہیں کہ قرآن کے نزول کا مقصد کیا ہے۔ قرآن ہمیں کیوں عطا کیا گیا اور قرآن کو ہمارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کیوں کیا گیا۔ قرآن کے پڑھنے کی ہمیں ترغیب کیوں دی گئی۔ قرآن کے ایک ایک حرف کو پڑھنے پر دس نیکیوں کا وعدہ کیوں کیا گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قرا حرفا من کتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها ولا اقول الم حرف ولکن الف حرف و لام حرف و میم حرف. (جامع ترمذی، فضائل القرآن)

جس شخص نے قرآن حکیم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے نیکی ہے اور یہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے میں یہ نہیں کہتا الم ایک حرف ہے بلکہ اس میں الف الگ حرف ہے لام الگ حرف ہے اور میم الگ حرف ہے۔ ہر ایک حرف پر ثواب دس نیکیوں کا ہے۔

قرآن کے الفاظ وکلمات کو پڑھنے پر اتنا زیادہ اجر وثواب عطا کرنے کا وعدہ کیوں کیا گیا۔ ان ساری ترغیبات کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم قرآن پڑھنے کی طرف راغب ہوجائیں اور قرآن پڑھتے پڑھتے اس سے ہدایت اخذ کرنے کی طرف متوجہ ہوجائیں۔ قرآن کے ذریعے ہم اپنے دین کو سیکھ لیں۔ قرآن کے ذریعے ہم اپنے مولا کو پالیں اور قرآن کے ذریعے اس کی توحید کی معرفت حاصل کرلیں اور قرآن کے ذریعے ہم اس کی بندگی کی حقیقت کو پالیں۔ حتی کہ قرآن کے ذریعے ہم اپنے مولا کی رضا کو پالیں۔

الہامی کتابوں کے نزول کا مقصد ہدایت ہے

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ باری تعالیٰ نے جتنی بھی کتابیں آج تک انبیاء علیہم السلام پر نازل کی ہیں۔ ان سب کا مقصد انسانوں کی ہدایت رہا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو یہ صحائف اور یہ کتب اس لئے دی گئیں تاکہ ان کے ماننے والے اور ان پر ایمان لانے والے ان کتب اور صحائف سے ہدایت حاصل کریں۔ چنانچہ اس حوالے سے حضرت موسیٰ علی السلام اور آپؑ پر نازل کی گئی کتاب تورات کے بارے میں باری تعالیٰ سورۃ البقرہ اور سورۃ المومنون میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ. (البقرہ، ۲: ۵۳)

”اور جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والا (معجزہ) عطا کیا تاکہ تم

راہ ہدایت پاؤ‘‘۔

سورۃ المومنون میں یوں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ. (المومنون، ۲۳: ۴۹)

’’اور بے شک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب عطا فرمائی تا کہ وہ لوگ ہدایت پا جائیں‘‘۔

ان دونوں آیات میں یہ الفاظ ’’او اتینا موسیٰ الکتب‘‘ اور ’’لقد اتینا موسی الکتب‘‘ کے الفاظ ہمیں اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات عطا کی لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کتاب باری تعالیٰ نے انہیں کیونکر عطا کی۔ کس مقصد کے لئے دی، اس کتاب کے اور دیگر کتب سماوی کے نازل کرنے کا مقصد رب کے نزدیک کیا ہے؟ ان ہی آیات کے اگلے الفاظ ان کتابوں کے نزول کے مقصد کو واضح کررہے ہیں کہ وہ الفاظ یہ ہیں۔ ’’لعلھم یھتدون‘‘ اور ’’لعلکم تھتدون‘‘ تا کہ وہ ہدایت پائیں اور تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ گویا کتب سماوی اور ہدایت لازم وملزوم ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کی کتب کے بغیر ہدایت کو نہیں پایا جاسکتا۔

رسول اللہ کی ذات اور قرآن ہدایت ہیں

حضرت امام مالک اپنی کتاب میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن مالک انه بلغه ان رسول الله ﷺ قال ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بهما کتاب الله وسنة نبیه. (رواه مالک والحاکم عن ابی هریرهؓ)

’’میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اگر تم انہیں تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری تمہارے نبی کی سنت‘‘۔

یہ حدیث مبارکہ بھی ہمیں اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے تمسک میں ہی ہدایت ہے۔ جس نے کتاب اللہ کو اور سنت رسول ﷺ کو سختی سے پکڑ لیا وہ کبھی بھی گمراہ نہ ہوگا۔ وہ ہدایت پر ہی رہے گا۔ لیکن اب سوال یہ ہے کتاب اللہ یعنی قرآن کا تمسک کیسے کیا جائے، قرآن کو مضبوطی سے کیسے پکڑا جائے، قرآن سے اپنا تعلق کیسے قائم کیا جائے اور قرآن کو اپنی زندگی میں کس طرح اختیار کیا جائے۔ قرآن کے ساتھ ہمارا ربط کیسا ہو اور قرآن ہماری زندگیوں میں کیسے نظر آئے۔ ہمارا عمل قرآن کے مطابق کیسے ہو۔ ہمارا قول قرآن کے مطابق کیسے ہو۔ ہمارا خلق قرآن کے مطابق کیسے ہو۔ ہماری سیرت اور ہماری شخصیت قرآن کے مطابق کیسے ہو۔ ہم کیسے یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ قرآن کے ساتھ ہمارا وہ تعلق قائم ہوگیا ہے جس کا حکم اللہ اور رسول نے دیا ہے اور یوں ہماری ساری زندگی قرآن کے مطابق ہو اور ہم قرآن سے باہر نہ ہوں تا کہ

ہمیں قرآن کے نزول کا مقصد ہدایت عظمیٰ حاصل ہوجائے۔

رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہدایت تک پہنچانا ہے

باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تم قرآن کو بھی اور میرے نبی کی سنت کو بھی ایک ہی جگہ ایک شخص میں دیکھنا چاہتے ہو تو وہ میرے رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔ جس نے تمہیں قرآن بھی پہنچایا اور اپنی سنت بھی تمہیں سکھائی ہے۔ اس لئے اس رسول کی یہی ذمہ داری تھی۔

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ. (النور، ۲۴: ۵۴)

’’اور رسول (ﷺ) پر (احکام کو) صریحاً پہنچا دینے کے سوا (کچھ لازم) نہیں ہے‘‘۔

گویا اس رسول معظم نے اللہ کے احکام کو اور اللہ کے دین کو قرآن اور اپنی سنت کے ذریعے ’’البلغ المبین‘‘ یعنی واضح طور پر پہنچا دیا ہے۔

رسول ﷺ نے اپنا فرض نبوت بتمام وکمال ادا کردیا ہے۔ اللہ کا دین تم تک پہنچا دیا ہے اور اس دین کے پہنچانے پر تم بھی خطبہ حجۃ الوداع کی صورت میں اقرار کر چکے ہو اور اللہ بھی تمہارے اس اقرار پر گواہ وشاہد ہے۔

ہدایت کی عملی صورت اطاعت رسول ہے

اب تمہاری فقط یہی ذمہ داری ہے۔ وان تطیعوہ تھتدوا. (النور، ۲۴: ۵۴)

’’اگر تم ان کی (رسول کی) اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے‘‘۔

گویا رسول کی اطاعت میں تمہارے لئے ہدایت کا سامان رکھ دیا گیا ہے۔ اب رسول کی اطاعت تمہیں کیسے اختیار کرنی ہے۔ اس اطاعت کی عملی صورت یہ ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی کہی ہوئی ہر بات کو، ہر حدیث کو، ہر فرمان کو اپنا عمل بنالو۔ تم اپنی گفتار کو رسول اللہ کی گفتار پر استوار کرو۔ تم اپنے قول کو رسول اللہ کے قول سے روشنی دو۔ تم اپنے فعل کو فعل رسول ﷺ سے راہنمائی دو۔ تم اپنے خلق کو خلق رسول ﷺ سے آشنا کرو۔ تم اپنی ذات کو رسول ﷺ کی ذات میں اطاعت کے باب میں فنا کردو۔ ’’تھتدوا‘‘ تم ہدیات پا جاؤ گے۔ اس لئے کہ رسول اللہ کی اطاعت خود اللہ کی اطاعت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. (النساء، ۴: ۸۰)

’’جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا‘‘۔

گویا قرآن اس مقام پر واضح کررہا ہے کہ تمہیں ہدایت اس وقت تک میسر نہیں آسکتی جب تک تم خود کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں ڈھال نہ لو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا پیکر مجسم نہ بن جاؤ اور اطاعت

رسول کو اپنا اوڑھنا بچھونا نہ بنالو اور اپنی حیات کو اطاعت رسول ﷺ سے آشنا نہ کردو، گویا ہدایت عطا کئے جانے کی ضمانت اطاعت رسول ﷺ ہے۔

اطاعت رسول کا نتیجہ صراط مستقیم ہے

قرآن ہدایت کو رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ لازم و ملزوم کرتا ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس سراپا ہدایت ہے اور آپ ﷺ کو باری تعالیٰ نے ساری کائنات کے لئے ہادی بنایا ہے۔اس لئے ارشادفرمایا: وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. (الشوریٰ، ۴۲: ۵۲)

’’اور بے شک آپ ہی صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت عطا فرماتے ہیں‘‘۔

اس آیت کریمہ نے رسول ﷺ کا تعارف ہی صراط مستقیم کی ہدایت عطا کرنے والا کرایا ہے اور آپ کی ذات سے وابستہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کوصراط مستقیم کی ہدایت مل گئی اور انسان کو وہ ہدایت مل گئی جو اس کی زندگی کا حاصل ہے۔ جو اس کا زندگی کا مقصود ہے۔

اتباع فنائیت مصطفیٰ ﷺ کا نام ہے

رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے ہدایت حاصل کرنے کی پہلی صورت اطاعت رسول ہے جس کا ذکر ہم کرچکے، دوسری صورت کا بھی قرآن ذکر کرتا ہے اور وہ ہے اتباع رسول ﷺ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ. (الاعراف،۷: ۱۵۸) ’’اورتم انہی کی پیروی کروتا کہ تم ہدایت پاسکو‘‘۔

اب اس آیت کریمہ میں ہدایت عطا کئے جانے کا انحصار رسول ﷺ کی اتباع پر رکھ دیا گیا ہے جو اتباع رسول ﷺ میں ڈھلے گا وہی ہدایت پانے والا ہوگا جو خودکو اتباع رسول ﷺ کا پیکر بنائے گا وہ ہدایت یافتہ ہوگا۔ جو خود کو رسول ﷺ کی اتباع میں فنا کرے گا وہی ہدایت کا حقدار ہوگا۔ اتباع رسول ﷺ کے نقوش پا کی تلاش میں خودکو فنا کردینا ہے۔ اتباع میں دل کا غلبہ ہوتا ہے اور اطاعت میں عقل کا غلبہ ہوتا ہے۔اطاعت، قول وفعل رسول ﷺ کی وجہ جانتی ہے۔ اتباع، قول وفعل رسول ﷺ کی وجہ بھی نہیں جانتی۔

تصور اطاعت اور اتباع کا باہمی تعلق

اطاعت میں محبت رسول ﷺ کا غلبہ ہوتا ہے اور اتباع میں عشق رسول ﷺ کا غلبہ وتفوق ہوتا ہے۔ اطاعت، رسول اللہ ﷺ کی شرعی اداؤں کو اختیار کرنے کا نام ہے اور اتباع، رسول اللہ ﷺ کی ہر ادا کو اختیار کرنے کا نام ہے۔ اطاعت میں اپنی شخصیت کا احساس رہتا ہے اور اتباع میں رسول ﷺ کی شخصیت ہی باقی رہ

جاتی ہے۔ اطاعت میں اپنے وجود کا خیال رہتا ہے۔ اتباع میں اپنا وجود بھی وجود مصطفیٰ ﷺ میں فنا کردیا جاتا ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا:

واتبعوہ لعلکم تھتدون. ''اس رسول کی اتباع میں ڈھل جاؤ تاکہ تم ہدایت یافتہ ہوجاؤ''۔

رسول ﷺ کی اتباع ہی انسان کو ''**لعلکم تھتدون**'' کا اعزاز بھی دیتی ہے اور ''**یحببکم الله**'' کا مقام رفیع اور اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑا انعام، سب سے بڑا اکرام اور شان بندگی کا سب سے بڑا مقام بھی رسول ﷺ کی اتباع ہی عطا کرتی ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللهُ وَیَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. (آل عمران، ۳: ۳۱)

''(اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرما دے گا''۔

فرمایا اتباع رسول ﷺ کو تم کوئی معمولی چیز نہ سمجھو یہی وہ اتباع ہے جو تم کو رسول ﷺ کا بھی مقرب بناسکتی ہے اور رب کا بھی محبوب بناسکتی ہے۔ اگر تم رب کی محبوبیت چاہتے ہو اور اس کی محبت چاہتے ہو، اس کی بندگی کی معرفت چاہتے ہو اور اس کا ہوجانا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ خود کو اتباع مصطفیٰ میں ڈھال لو۔ اتباع رسول ﷺ کو اپنی زندگیوں میں اختیار کرلو، تمہیں مصطفیٰ ﷺ بھی مل جائے گا خدا بھی مل جائے گا اور ہدایت بھی مل جائے گی اور خدا کے محبوب بھی ہوجاؤ گے۔

لیلۃ القدر اور قرآن کا نزول

اس قرآن کو کتاب ہدایت کی صفت عظیم کے ساتھ متصف کرکے باری تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی ساعتوں میں زمین پر اتارا ہے۔ لیلۃ القدر کو نزول قرآن کی وجہ سے جو فضیلت و اہمیت حاصل ہے خود قرآن اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ.

(القدر، ۹۷: ۱ تا ۳)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے۔ اور آپ کیا سمجھے ہیں (کہ) شب قدر کیا ہے؟ شب قدر (فضیلت و برکت اور اجر و ثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔

آج کی رات نزول قرآن کی رات ہے۔ نزول قرآن ہونے کی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کا نام دیا گیا ہے۔ یہ رات ہزار راتوں سے افضل رات ہے۔ یہ رات اللہ کی رحمت کی رات ہے اور یہ رات نزول ملائکہ اور

نزول روح الامین کی رات ہے۔ اس رات کا ایک ایک لمحہ خیر و برکت کا ہے۔ اس رات کا ایک ایک پل سلامتی کا ہے۔ یہ رات غروب آفتاب سے فجر تک سلامتی کی رات ہے اور یہ اللہ کے فضل و کرم کی رات ہے۔ نزول قرآن کی یہ رات ہمیں یہ پیغام دیتی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ. (الحجر،۱۵:۹)

''بے شک یہ ذکرِ عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے''۔

ہم نے اس قرآن کو سفینوں میں محفوظ کردیا ہے اور ہم نے اس قرآن کو سینوں میں بھی محفوظ کردیا ہے۔ صحیفوں، سفینوں میں چودہ سو سال سے محفوظ چلا آرہا ہے اور سینوں میں بھی چودہ سو سال سے محفوظ چلا آرہا ہے اور ہر رمضان المبارک میں صلاۃ الراویح کی صورت میں یہ سینے قرآن کے محفوظ ہونے کی زندہ علامت اور شہادت بن جاتے ہیں۔ کوئی ہے جو اب بھی رسول ﷺ کے اس زندہ معجزہ کا انکار کرے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. (الرحمن،۵۵:۱۳)

''پس (اے گروہِ جنّ و انسان) تم دونوں اپنے رب کی کِن کِن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟''۔

قرآن اپنی ہدایت عظمیٰ پر خود شہادت ہے

قرآن ہمارے اندر اللہ کی وحدانیت اور اس کی توحید کی ایک ابدی شہادت بن کر موجود ہے۔ قرآن ہمارے اندر رسول ﷺ کی نبوت و رسالت کی ایک روشن علامت بن کر موجود ہے اور دین اسلام کی صداقت و حقانیت کی سب سے بڑی دلیل یہ قرآن ہے۔ یہ ایک کتاب زندہ ہے۔ یہ کتاب مردہ دلوں کو زندگی دیتی ہے۔ یہ کتاب مردہ سوچوں کو افکار تازہ دیتی ہے۔ یہ کتاب انسانی عملوں کی اصلاح کرتی ہے۔ یہ کتاب انسانی رویوں کو درست کرتی ہے حتی کہ اس کتاب کا موضوع ہی ''ھدی للناس'' ہے اور یہ کتاب ''وبینت من الھدی والفرقان'' ہدایت کی نشانیوں سے مملو ہے اور حق و باطل کے امتیازات سے بھرپور ہے اور کل عالم انسانیت میں ہر دور میں اور ہر زمانے میں اور آج تک کوئی کتاب یہ دعویٰ کرسکی ہے اور نہ کرسکے گی اور یہ اس کتاب قرآن کا کھلا چیلنج ہے۔ قرآن اپنے اس چیلنج کو ہر زمانے کے لوگوں سے مخاطب ہوکر یوں کرتا ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ . (بنی اسرائیل،۱۷:۹)

''بے شک یہ قرآن اس (منزل) کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے درست ہے''۔

یہ قرآن ہی سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ قرآن کی ہدایت سے بڑھ کر کوئی ہدایت نہیں اور قرآن کی ہدایت سے بڑھ کر کوئی ہدایت اقوم سیدھی اور مضبوط اور مستحکم نہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے احوالِ حالات

(قسط دوم)

نواز رومانی

حضرت اسید بن حضیرؓ نے انہی احسانات کے پیش نظر ام المومنین حضرت عائشہؓ کو مخاطب کر کے عرض کیا تھا:

''اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے جب بھی آپ کے کسی کام میں رکاوٹ پڑی، اللہ نے خود ہی مدد فرمائی اور مسلمانوں کے لئے بھی اس میں برکت ہوئی''۔

ہار کی دستیابی کے بعد لشکر اسلام پھر مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑا، راستے میں لشکر نے بوقت شب ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ جب مجاہدین اسلام کچھ ستا لیے تو سفر پھر شروع ہوا۔ عین آغاز سفر کے وقت یہ نہ جانتے ہوئے کہ لشکر آمادہ سفر ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کسی طبعی ضرورت سے فاصلے پر چلی گئیں۔ اسی اثناء میں جانثاران رسول ﷺ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ ہودج میں ہیں، خالی ہودج، اٹھا کر رکھ لیا اور لشکر کے ہمراہ روانہ ہوگئے۔

جب سیدہؓ واپس تشریف لائیں تو لشکر جا چکا تھا۔ صحرا میں تنہا سفر کرنے میں کوئی مصلحت نہ سمجھی۔ یہ سوچ کر کہ جب لشکری مجھے نہ پائیں گے تو واپس ضرور آئیں گے۔ چنانچہ چادر سے اپنے جسم مبارک کو لپیٹ کر وہیں دراز ہوگئیں۔

حضرت صفوان بن معطلؓ بڑے بلند کردار اور امانت دار صحابی رسول تھے، وہ ساقہ قافلہ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے، قافلہ کی گری پڑی اشیاء کو سنبھالنا اور شرکائے قافلہ کی نگہداشت کرنا ان کے ذمہ تھا، وہ جب پڑاؤ کے مقام پر پہنچے تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انہوں نے پڑھا اور عرض کیا: ام المومنین! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ اور اس صحرا میں تنہا، قافلہ سے علیحدگی کا سبب کیا ہوا؟ مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت صفوانؓ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور عرض کی: اس پر سوار ہوجایئے۔

اور خود پرے ہٹ گئے تا کہ حیا دامن گیر نہ ہو اور پھر خود اس دوسرے اونٹ پر سوار ہوگئے جو لشکر کی گری پڑی اشیاء اٹھانے کے لئے تھا۔ اونٹوں کی رفتار تیز کردی گئی تا کہ لشکر کے قریب پہنچ سکیں لیکن قافلہ بڑی تیزی سے سفر کررہا تھا کہ اس نے مدینہ پہنچ کر ہی دم لیا اور جب حضرت صفوانؓ ام المومنینؓ کے ساتھ مدینہ پہنچے تو دن کی روشنی خاصی پھیل چکی تھی۔

مدینہ میں لشکر اسلام کی آمد سے تھوڑی ہی دیر بعد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ تشریف لے آئی تھیں۔ بدگمانی کی کوئی وجہ نہ تھی، زندگی میں ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں لیکن منافقین جو ایسی باتوں کی ٹوہ میں لگے رہتے تھے، انہوں نے اپنے خبث باطن کا اظہار تو کرنا ہی تھا۔ عبداللہ بن ابی امیر المنافقین نے اس واقعہ کو برائی کا رنگ دینا شروع کردیا۔

جس نے بھی یہ افواہ سنی، لرزہ براندام ہوگیا اور بول اٹھا: یہ بہتان عظیم ہے۔ یہ افواہیں پھیلی ہوئی تھیں لیکن کمال کی بات ہے کہ کسی کو بھی اتنی جرات نہ ہوسکی کہ وہ براہ راست ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے تذکرہ کرے۔

۲۹ روز کی بیماری نے انہیں بے حد لاغر و کمزور کردیا لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ان پر بہتان باندھا گیا ہے۔ ایک دن ایک انصاریہ خاتون سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ملیں تو انہوں نے ازراہ نیک نیتی بتایا کہ لوگ ان پر کیا بہتان لگارہے ہیں۔ سنا تو روح بلبلا اٹھی، دل ڈوبنے لگا، ساون بھادوں کی طرح آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، آواز بھرا گئی، بستر سے اٹھیں اور اپنی ماں کی آغوش سے لپٹ کر سسکیاں بھرنے لگیں۔ ذرا ہوش آیا تو ماں سے شکایت آمیز لہجے میں کہا:

امی جان! آپ نے سب کچھ سنا ہوگا لیکن کیا بات ہے کہ آپ نے مجھ پر یہ راز آشکار نہ ہونے دیا؟ ان کی والدہ نے کہا: بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی پیاری ہو اور اس کی سوکنیں اس سے جلن نہ رکھیں، ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔

اس جواب سے ام المومنینؓ مطمئن نہ ہوئیں۔ اور پھر ایک دم ان کے ہاتھ بارگاہ رب العزت میں اٹھے۔ اے بار الہٰ! میری امداد کر اور کوئی ایسی صورت پیدا کر کہ تیرے محبوب ﷺ کی پھری ہوئی نگاہیں میری طرف پھر مائل ہوجائیں۔

حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: عائشہؓ! تم اس اتہام کے بارے میں کیا کہتی ہو؟ جب اپنے آقا و مولا کے دہن مبارک سے سنا تو چیخیں نکل گئیں۔ انصاری خاتون بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ سیدہؓ حضور

اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوئیں تو آنسو رک گئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ!(رضی اللہ عنہا) خشیت و تقویٰ کی راہ اختیار کرو اگر تہمت درست ہے تو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو، وہ تواب الرحیم ہے۔

اورعرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ جو یہ فرمارہے ہیں کہ میں توبہ کروں تو یہ کس لئے؟ جب مجھ سے کوئی گناہ ہی سرزد نہیں ہوا۔ اس گفتگو کے بعد حاضرین پر سکوت کا عالم طاری ہوگیا۔ اسی اثناء میں رسالت مآب ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حاضرین نے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چادر سے ڈھانپ دیا، سرہانے تکیہ رکھ دیا تاکہ آپ ﷺ اس سے ٹیک لگاسکیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو اس موقع پر اپنی بے گناہی کے سبب قطعاً یہ شبہ نہ تھا کہ علام الغیوب میرے معاملہ میں انصاف نہیں فرمائے گا لیکن ان کے والدین کی یہ حالت تھی جیسے ان کی روحیں قبض کی جارہی ہوں۔ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ الزام واتہام کی تصدیق کہیں وحی سے نہ ہوجائے۔

اسی سلسلہ میں کچھ آیات کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں جن کا ترجمہ ہے: اور جب تم نے ایسی باتیں سنی تھیں تو سنتے ہی کیوں نہ بول اٹھے کہ ہم کو ایسی بات منہ سے نکالنا زیبا نہیں۔ حاشا وکلا یہ تو عظیم بہتان ہے، اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرو اور اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ سب کے حال سے واقف اور حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے شرمی کی باتوں کا چرچا ہو، ان کے لئے دنیا میں دردناک عذاب ہے اور آخرت میں بھی اور ایسے لوگوں کو اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ اپنی اس غلطی پر ساری عمر پشیمان رہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر بہتان تراشنے والوں کا ساتھ کیوں دیا۔

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ محو استراحت تھیں کہ عالم رؤیاء میں کیا دیکھتی ہیں کہ ان کے گھر میں تین چاند اترے ہیں، آنکھ کھل گئی۔ سوچنے لگیں کہ اس کی کیا تعبیر ہوسکتی ہے؟ بالآخر اپنے والد گرامی سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے سنا تو فرمایا:

بیٹی! تمہارے گھر میں دنیا کے تین بہترین افراد دفن ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا اور اعلان کروا دیا گیا کہ تم لوگ بھی اس سال اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حج ادا کرو۔

تمام جزیرہ عرب میں ہلچل مچ گئی، لوگ پہاڑوں، میدانوں اور صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے مدینہ طیبہ کا رخ کرنے لگے۔ مدینہ کے گرد خیموں کا ایک شہر آباد ہوگیا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ ایسے اشخاص سکونت پذیر

تھے جو رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے ہمراہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جمع ہوئے تھے۔ ہر شخص حضور اکرم ﷺ کے ساتھ فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت سے بہرہ مند ہونے پر شاداں وفرحاں تھا۔

ایام حج بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے اور حضور اکرم ﷺ واپس مدینہ تشریف لے آئے، چند دنوں بعد آپ ﷺ علیل ہوگئے اب تک آپ صرف دو مرتبہ بیمار ہوئے تھے۔ پہلی مرتبہ ۶ ہجری میں بھوک کی شدت کے باعث طبیعت ناساز ہوئی تھی اور دوسری مرتبہ سات ہجری میں جبکہ غزوہ خیبر کے وقت ایک یہودی عورت نے آپ کو زہریلا گوشت کھلا دیا تھا لیکن آپ نے لقمہ نگلنے سے پہلے ہی پھینک دیا تھا۔ گوشت نے بتادیا تھا: حضور اکرم ﷺ! میرے اندر زہر شامل کردیا گیا ہے۔

۸ جون ۶۳۲ عیسوی کا دن تھا، سخت گرمی پڑ رہی تھی، قریب ہی ٹھنڈے پانی کا برتن رکھا ہوا تھا جس میں رسول عربی ﷺ بار بار ہاتھ ڈالتے اور پھر اسے سر پر ملتے تھے۔ اسی اثناء میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ایک صاحبزادہ مسواک لے کر حجرے میں داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے مسواک کرنا چاہتے ہوں، سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے بھائی کے ہاتھ سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے چبائی جب ریشے خوب نرم ہوگئے تو اپنے آقا ومولا ﷺ کے ہاتھ میں پکڑا دی تو آپ ﷺ نے اسے اپنے دندان مبارک پر ملا۔

اس کے بعد آپ ﷺ پر حالت نزع طاری ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ کا سر اقدس سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی گود مبارک میں تھا، فرماتی ہیں: میں نے محسوس کیا رسالت مآب ﷺ کا جسم مبارک بھاری ہوگیا ہے۔ میں نے آپ کے چہرہ انور پر نظر ڈالی تو آپ کی آنکھیں پتھرائی جارہی تھیں اور زبان مبارک پر تھا:

''اب تو جنت میں اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس ہی جانا چاہتا ہوں''۔

جب احساس ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے رب کریم کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو آپ ﷺ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ دیا اور پھر اشکوں کا سیلاب تھا کہ وہاں موجود ہر آنکھ سے بہہ نکلا جب یہ خبر عام ہوئی تو ہر آدمی پر سکتہ طاری ہوگیا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کے وصال کے سانحہ عظیم کو چودہ سو سال سے زیادہ گزر چکے ہیں لیکن اگر آپ اس واقعہ کا تصور کریں تو کپکپی طاری ہوجائے۔

اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی عمر مبارک ۲۸ سال تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بعد میں بھی اسی حجرہ میں مقیم رہیں۔ اپنے محبوب آقا ومولا حبیب کبریا ﷺ کے اپنے رب کے پاس تشریف لے جانے کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی حیات پاک کا مقصد وحید دوسروں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دینا تھا۔

صدیقی گھرانے کے پاکیزہ ماحول اور رسول اللہ ﷺ کی رفاقت و معیت نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے اندر اَن گنت اوصاف حمیدہ پیدا کردیئے تھے۔ آپ بے پناہ قوت حافظہ اور اجتہاد و استنباط کی صلاحیت سے بہرہ ور تھیں اس لئے جب وہ کسی حدیث پاک کو روایت کرتی تھیں تو اس کے سیاق و سباق اور احکام کے اسرار و رموز کو اس خوبی سے بیان فرماتی تھیں کہ زیر بحث مسئلہ اور معاملہ روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا تھا۔ آپ نہایت قانع تھیں، غیبت سے احتراز کرتی تھیں، احسان کم قبول کرتی تھیں، خودستائی سخت ناپسند تھی تاہم بڑی خوددار تھیں، شجاعت اور دلیری بھی آپ کا خاص جوہر تھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ بڑی خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں، چاشت کی نماز برابر پڑھتی تھیں۔ رسول عربی ﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور ان کے بعد بھی اس کی پابند تھیں۔ رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی علمیت، فوقیت اور فضیلت کو دیکھا جائے تو آسمان کی بلندیوں پر نظر آتی ہے۔ رسالت مآب ﷺ کو جو ان سے محبت تھی، وہ ظاہری حسن و جمال کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی علم وفضل وکمال تھا جس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں، بڑے بڑے اکابر صحابہؓ ان سے پوچھا کرتے تھے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا قول ہے: قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی علمیت کے بارے میں حضرت امام زہریؒ فرماتے ہیں: ''اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا علم وسیع تر ہوگا''۔ حضرت موسیٰ بن طلحہؓ کا قول ہے: ''میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ کسی کو فصیح نہیں دیکھا''۔ حضرت عطاء بن ابی الرباح تابعیؒ کا قول ہے: ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سب سے زیادہ فقیہہ، سب سے زیادہ صاحب علم اور عوام میں سب سے زیادہ صائب الرائے تھیں''۔ خطابت کے لحاظ سے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیدنا حضرت عمر فاروق اور سیدنا حضرت علیؓ کے سوا تمام صحابہ میں ممتاز تھیں۔

ام المومنینؓ کا شمار محدثین کے طبقہ اول میں ہوتا ہے، آپ سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں، ان میں سے بخاری اور مسلم شریف میں ۱۷۴ متفق علیہ ہیں، صرف بخاری شریف میں ۵۴ اور صرف مسلم شریف میں ۶۷ ہیں، بقیہ تمام کتابوں میں ہیں۔ مختلف احادیث میں آیا ہے۔ تم اپنے دو تہائی دین کو حمیرا یعنی سیدہ عائشہ

صدیقہؓ سے حاصل کرو۔

عورتوں پر عائشہؓ کو فضیلت ایسے ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کو فضیلت حاصل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں مجھے ازواج مطہراتؓ پر دس وجہ سے فضیلت ہے۔

۱۔ میرے سوا حضور اکرم ﷺ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

۲۔ میرے سوا کسی ایسے خاتون سے نکاح نہیں کیا جس کے ماں باپ مہاجر ہوں۔

۳۔ آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیلؑ آسمان سے ایک ریشمی کپڑے میں میری تصویر لائے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری برأت اتاری۔

۵۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی ان سے نکاح کرلیں، یہ آپ کی اہلیہ ہیں۔

۶۔ میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن سے نہایا کرتے تھے۔

۷۔ آپ ﷺ میرے پاس ہوتے تو وحی آجایا کرتی تھی۔

۸۔ آپ ﷺ کا وصال میرے گلے اور سینے کے درمیان ہوا۔

۹۔ آپ ﷺ میری باری کے دن اللہ سے واصل ہوئے۔

۱۰۔ آپ ﷺ میرے حجرے میں مدفون ہیں۔

وقت چلتے چلتے رمضان المبارک ۵۷سن ہجری میں داخل ہوا تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیمار پڑگئیں اس وقت ان کی عمر ۵۷ سال تھی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ مرض الموت ہے اور اس جہاں رنگ و بو سے رخصتی کا وقت قریب ہے۔ وصال سے پہلے وصیت فرمائی:

مجھے رات کو ہی جنت البقیع میں امہات المومنین کے قریب دفن کیا جائے۔ اور پھر سترہ رمضان المبارک ۵۷ہجری کو رات نماز وتر کے بعد اپنے پیچھے ایک عالم کو سوگوار و افسردہ چھوڑ کر اس کارگہ عالم سے رخصت ہوگئیں تو ان کے گھر سے رونے کی آواز فضا میں ابھری۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ نے اپنی باندی کو بھیجا کہ خبر لائیں اس نے آکر کہا:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ داغ جدائی دے گئیں۔ اور آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ سیدہ ام سلمہؓ بھی رونے لگیں اور بولیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ کو وہ سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

ماہ صیام۔۔تاریخی ایام کے آئینے میں

محمد احمد طاہر

رمضان المبارک، دینی و روحانی حیثیت سے سال کے بارہ مہینوں میں سب سے مبارک اور افضل مہینہ ہے۔ رمضان المبارک انفرادی و اجتماعی تربیت کا ایسا عملی نظام ہے جس میں رضائے الٰہی کے لئے ایثار و قربانی، برداشت، صبر، حوصلہ، استقامت اور بھوک، پیاس میں غرباء و مساکین کے ساتھ شرکت کا احساس جاگزیں ہوتا ہے۔ یہی وہ اوصاف ہیں جب ایک مومن کی شخصیت کا خاصہ بنتی ہے اور بندے کا خالق و مخلوق سے رشتہ مستحکم بنیادوں پر استوار ہوتا ہے۔

رمضان کا مہینہ نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ اس مبارک مہینے میں عام معمول سے زیادہ نیک اعمال کرنے چاہئیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس مہینے کے اندر کیے گئے اعمال کا اجر ستر گنا دیئے جانے کی خوشخبری دی ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہوجائے۔

محققین، مورخین اور بزرگان دین نے لفظ رمضان کی بہت سی توجیہات بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک دلنشیں وضاحت یہ بھی ہے کہ رمض موسم برسات کی تیز بارش کو بھی کہا جاتا ہے۔ گویا رمضان المبارک انوار و تجلیات سے معمور روحانی بارشوں کا مہینہ ہے۔ جہاں یہ ماہ مقدس روحانی اعتبار سے اس قدر و منزلت کا حامل ہے وہاں تاریخی اعتبار سے بھی اس میں تاریخ اسلام کے بے مثال لمحات چھپے ہوئے ہیں۔

ذیل میں اس ماہ مقدس سے جڑے ہوئے چند اہم تاریخی واقعات کا ذکر کیا جائے گا:

☆ ۳ رمضان المبارک حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا یوم وفات

☆ ۱۰ رمضان المبارک ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا یوم وفات

☆ ۱۵ رمضان المبارک حضرت امام حسنؓ کا یوم ولادت

☆ ۱۷ رمضان المبارک حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا یوم وصال

☆ اس کے علاوہ غزوہ بدر بھی ۱۷ رمضان المبارک کو ہوا تھا۔

☆ ۲۱ رمضان المبارک حضرت علی المرتضیٰؓ کا یوم شہادت

☆ ۲۷ رمضان المبارک (شب قدر) کو قرآن مجید نازل ہوا اور ہمارا پیارا پاکستان معرض وجود میں آیا۔

۳۔ رمضان المبارک۔۔۔ حضرت فاطمہؓ کا یوم وفات

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فاطمة بضعة منی، فمن اغضبها اغضبنی. (بخاری، الصحیح ،۳:۱۳۶۱، رقم:۳۵۱۰)

''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، پس جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا''۔

آپؓ حضور نبی رحمت ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی، حضرت امام حسن اور امام حسینؓ کی والدہ ماجدہ اور مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ حضرت سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراؓ کا اسم گرامی فاطمہ ہے۔ کنیت بنت محمد ﷺ اور القاب بتول، زہرا اور سیدہ ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی کا نام فاطمہ اسلئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے الگ تھلگ کردیا ہے۔ (دیلمی، الفردوس بما ثور الخطاب، رقم: ۱۳۸۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپؓ کے بارے میں خود بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے سوا کائنات میں کسی کو افضل نہیں دیکھا''۔ (مجمع الزوائد، ۹:۲۰۱)

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کو خوش آمدید کہتے اور کھڑے ہوکر ان کا استقبال کرتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھا لیتے۔

(حاکم، المستدرک، ۳:۱۶۷، رقم:۴۷۳۲)

حضور نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ نے فرمایا: حضور ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل وعیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے وہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہؓ ہوتیں۔

(ابوداؤد، السنن، ۴:۸۷، رقم:۴۲۱۳)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہ الزہراءؓ سے تھی اور مردوں میں سے حضرت علی المرتضیٰؓ سب سے زیادہ محبوب تھے۔

(ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۶۹۸، رقم:۳۸۶۸)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کی پیاری بیٹی کی سیرت پر ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد آپ اکثر بیمار رہنے لگ گئیں اور بالآخر ۳ رمضان المبارک کو اپنے خالق حقیقی سے ملیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور رات کو جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ مبشرہ، ج۱، ص۱۵۲)

۱۰ رمضان المبارک۔۔ حضرت خدیجہؓ کا یوم وفات

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہؓ حضور نبی اکرم ﷺ سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھیں۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کے والد کا نام خویلد بن اسد تھا جو کہ قریش کے بہت مالدار سردار تھے۔ ان کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ انہوں نے اپنا کاروبار تجارت اور مال اپنی وفات سے پہلے اپنی اس ذہین اور معاملہ فہم بیٹی کے سپرد کر دیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے گھر بیٹھے اپنی ذہانت و قابلیت اور معاملہ فہمی کی بدولت اپنی تجارت کو چار چاند لگا دیئے۔ کبھی کبھار وہ قسمت و مقدر کے بارے میں سوچا کرتیں کہ پتا نہیں خدا کو کیا منظور ہے۔ ایک طرف اللہ نے انہیں بھائیوں سے محروم کر دیا تو دوسری طرف انہیں ازدواجی زندگی میں پے درپے صدمات برداشت کرنا پڑے۔ ان کے پہلے خاوند ابو ہالہ بن زرارہ تھے جو شادی کے کچھ ہی عرصے بعد فوت ہوگئے۔ ان سے ان کے دو بیٹے تھے۔ ان کی دوسری شادی بنومخزوم کے بہت خوش خلق نوجوان عتیق بن عابد سے ہوئی لیکن وہ بھی نہایت مختصر عرصے بعد داغ مفارقت دے گئے۔ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو صحابیہ بھی ہیں اور ان کا نام ہندؓ بیان کیا گیا ہے۔ (روشن قندیلیں، حافظ محمد ادریس، ص۲۲)

حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کل سات بچے عطا فرمائے تھے۔ ان میں حضرت سیدنا ابراہیمؑ جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ باقی سب بچے حضرت سیدہ خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یہ بھی کمال ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو دو بیٹے اور چار بیٹیاں اس عظیم خاتون سے مرحمت ہوئیں لیکن دونوں بیٹے قاسم اور عبداللہ بچپن ہی میں اللہ نے واپس لے لئے جبکہ بیٹیاں حضرت سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن جوانی کی عمر کو پہنچیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

خیر نسائها خديجة بنت خويلد و خير نسائها مريم بنت عمران.

(ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۷۰۲، رقم:۳۸۷۷)

''(اپنے زمانہ کی عورتوں میں) سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد ہیں، اور (اپنے زمانہ کی عورتوں میں) سب سے افضل مریم بنت عمران ہیں''۔

اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہؓ پر ہوا اتنا نبی اکرم ﷺ کی کسی دوسری زوجہ پر نہیں ہوا۔ حالانکہ میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا۔ اس رشک کی وجہ حضور ﷺ کا انہیں کثرت سے یاد کرنا ہے۔ اگر حضور ﷺ بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر گوشت کا ہدیہ بھیجتے۔ (ترمذی، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۳۸۷۶)

نکاح کے بعد پچیس برس حضور ﷺ کے نکاح میں رہیں اور نبوت کے دسویں سال پینسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ ان کے انتقال پر حضور اقدس ﷺ نے خود قبر مبارک میں اتر کر ان کو دفن فرمایا تھا۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن ص میر کہتے ہیں جب حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالب کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے باہر جانا بہت کم کردیا اور گھر میں ہی قیام فرمارہے تھے۔ ادھر قریش کو ایذا رسانی کا وہ موقعہ ہاتھ آگیا جو انہیں کبھی میسر نہیں ہوا تھا اور نہ ہی وہ اس کی امید کرسکتے تھے۔ (الوفاء، امام عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ، ص۲۵۸)

۱۵۔ رمضان المبارک۔۔ حضرت سیدنا امام حسنؓ کا یوم ولادت

۳ ہجری میں ۱۵ رمضان المبارک کو حضرت امام حسنؓ کی ولادت باسعادت ہوئی، آپؓ حضرت علی شیر خداؓ اور خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراؓ کی پہلی اولاد تھے۔ قُرب ولادت کے وقت حضور رحمت عالم ﷺ نے حضرت ام ایمن اور حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو سیدہ عالم کی دیکھ بھال کے لئے مامور کیا۔ انہوں نے آیت الکرسی اور تینوں معوذ پڑھ کر ان کو دم کیا، بچے کی ولادت ہوئی تو حضور سرور دو عالم ﷺ نے ساتویں دن نومولود کے عقیقے کے موقع پر دو دُنبے ذبح کئے اور اپنی پیاری بیٹی سے فرمایا کہ بچے کے سر کے بال اتروائیں اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں۔ جب آپ کا سر منڈا کر بالوں کا وزن کیا گیا تو یہ وزن ایک درہم کے برابر تھا۔ اتنی چاندی خیرات کی گئی۔ دایہ کو دنبے کی ران اور ایک دینار دیا گیا۔ سر منڈانے کے بعد حضور رحمت عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نومولود کے سر پر خوشبو ملی اور اسی دن آپ کا نام رکھا گیا اور ختنہ کیا گیا۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے ہی آپ کے کان میں اذان کہی تھی۔ (سیرۃ الرسول، ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، ص:۱۷۴)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن علیہ السلام سینہ سے سرتک رسول اللہ ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں اور حضرت حسین علیہ السلام سینہ سے نیچے تک حضور ﷺ کی کامل شبیہہ ہیں۔ (جامع الترمذی، کتاب المناقب، رقم:۳۷۷۹)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسنؓ کو دیکھا کہ وہ حضور ﷺ کی گود مبارک میں تھے اور وہ اپنی انگلیاں حضور ﷺ کی داڑھی مبارک میں ڈال رہے تھے اور حضور ﷺ اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے:

اللھم انی احبه فاحبه. (صواعق، ص:۴۶۷)

''اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ''۔

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ بیٹے سے مراد حضرت امام حسنؓ ہیں۔ (جامع الترمذی، کتاب المناقب، رقم:۳۷۷۳)

۱۷۔ رمضان المبارک۔۔۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یوم وصال

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کا نام عائشہ، لقب صدیقہ اور حمیرا، خطاب ام المومنین اور کنیت ام عبداللہ ہے چونکہ آپؓ صاحب اولاد نہ تھیں اس لئے آپؓ نے اپنی بہن حضرت اسماءؓ کے صاحبزادے اور اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنی کنیت ام عبداللہ اختیار فرمائی۔ (ابوداؤد، السنن، کتاب الادب)

حضرت عائشہ صدیقہؓ بچپن ہی سے نہایت ہی ذہین و فطین، عمدہ ذکاوت اور بہترین قوت حافظہ کی مالک تھیں۔ حضرت امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ان سے مسائل وغیرہ پوچھا کرتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول ﷺ کو کبھی کوئی ایسی مشکل پیش نہیں آئی جس کو ہم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی معلومات ہمیں نہ ملی ہوں۔ (جامع الترمذی۔ کتاب المناقب)

آپؓ اکثر دن کو روزے سے ہوتیں اور ان کی رات نوافل ادا کرتے مصلے پر گزرتی، زہد و ورع، تقویٰ و پرہیزگاری میں وہ اپنی مثال آپ تھیں۔ اطاعت، عبادت اور ریاضت کا جوہر اُن کی سرشت میں شامل تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں ان کی گزر اوقات کے لئے ان کا گزارہ الاؤنس مقرر کر رکھا تھا لیکن آپ کو

جو ملتا وہ مستحقین میں تقسیم فرما دیتیں۔ (سیرۃ الرسولؐ، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ج۶، ص۱۱۴)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)۔ (جامع ترمذی، ابواب المناقب)

۵۸ھ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر ۶۷ سال ہو چکی تھی۔ اسی سال ہی رمضان المبارک میں آپ بیمار ہوئیں۔ علالت کا سلسلہ چند روز جاری رہا۔ علالت کے دوران کوئی مزاج پرسی کرتا تو فرماتیں اچھی ہوں۔ (طبقات ابن سعد۔۔۔۔۔۔)

آپؓ ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ ہجری کو رات کے وقت فوت ہوئیں۔ حضرت سیدنا ابوہریرۃؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپؓ کو آپ کی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

۱۷۔ رمضان المبارک۔۔غزوہ بدر

اسلام اور کفر کی پہلی جنگ بدر کے مقام پر لڑی گئی اور اس بناء پر تاریخ اسلام میں اسے جنگ بدر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بدر کی لڑائی سب سے زیادہ مہتم بالشان لڑائی ہے۔ اس معرکہ میں مقابلہ بہت سخت تھا۔ ایک طرف غرور اور تکبر میں مبتلا اسلحہ اور طاقت سے لیس لشکر کفار تھا جو تعداد میں بھی زیادہ تھا اور ظاہری اسباب اور وسائل بھی بہت زیادہ تھے جبکہ دوسری جانب مسلمانوں کی تعداد انتہائی قلیل یعنی صرف 313 مجاہدین جن میں نوجوان صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ بزرگ اور بچے بھی شامل تھے۔ مسلمانوں کے پاس صرف تین گھوڑے، چھ نیزے اور آٹھ تلواریں تھیں جبکہ سواری کے لئے ۷۰ اونٹ تھے جبکہ لشکر کفار میں ایک ہزار کے لگ بھگ فوج، سو گھوڑے، سات سو اونٹ اور لڑائی کا کثیر سامان موجود تھا۔

مورخین اس معرکہ کو غزوہ بدرالکبریٰ اور غزوہ بدرالعظمیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن رب قدوس نے اپنی کتاب مقدس میں اسے یوم الفرقان سے ملقب فرمایا ہے۔

غزوہ بدر کے موقع پر سرکار دو عالم ﷺ نے انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اور دریافت فرمایا کہ کون ہے جو اللہ پاک کی راہ میں اپنی جان کو قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہے تو سب سے پہلے مہاجرین کی طرف حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اپنی خدمات پیش کیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اے ہادی برحق! ہمارے جان و مال اور اولاد سب کچھ آپ پر قربان۔

غزوہ بدر شروع ہونے سے پہلے مشرکین مکہ کے دو سرداروں نے مسلمانوں کے خلاف دعائیں مانگیں جبکہ نصر بن حارث جو یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کی جماعت بہتر ہے، کی دعا کی تھی کہ اے اللہ دونوں جماعتوں میں

سے بہتر کی مدد فرما۔ ان کے برعکس آپ ﷺ نے رب کائنات کی بارگاہ میں اپنی زندگی کا طویل ترین سجدہ کیا اور دعا فرمائی۔ اے اللہ کل اگر مسلمانوں کا مختصر سا یہ گروہ یہاں ختم ہوگیا تو پھر قیامت تک دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ اور اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اب اس وعدہ کو پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

جنگ بدر میں کفار مکہ کے ستر سردار جہنم واصل ہوئے اور ۷۰ کافر قید ہوئے۔ علاوہ ازیں ۱۴ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح سے کفار کی کمر ٹوٹ گئی۔ ان کا غرور خاک میں مل گیا اور اسلام کو تقویت ملی۔

۲۱۔ رمضان المبارک۔۔۔ حضرت علیؓ کا یوم شہادت

حضور نبی اکرم ﷺ نے جب دعوت اسلام دی تو حضرت علیؓ نے جن کی عمر دس سال کے لگ بھگ تھی اور آپ نے فوراً اسلام قبول کرلیا تھا۔ ایک انصاری شخص ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت زید بن ارقمؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے۔ (جامع الترمذی، رقم:۳۷۳۵)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ہم جحفہ میں غدیر خم کے مقام پر تھے، جب نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر فوراً فرمایا:

من كنت مولاه فعلي مولاه. (ابن ابی شیبه، المصنف، رقم: ۱۲۱۲۱)

''جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے''۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں شہرِ علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ پس جو کوئی علم کا ارادہ کرے وہ دروازے کے پاس آئے۔ (المعجم الطبرانی، ۱۱:۵۵)

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ (جامع الترمذی، کتاب المناقب، ۵:۶۳۷)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں (اس طرح جڑے رہیں گے اور) جدا نہیں ہوں گے حتی کہ حوض کوثر پر مل کر میرے پاس آئیں گے۔ (المستدرک للحاکم، ۳:۱۲۱)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حسن و حسین جنت کے جوانوں کے دو سردار ہیں اور ان کے باپ (علی) ان دونوں سے بہتر ہیں۔ (ابن ماجہ، ۱:۴۴)

آپؓ سے 11586 احادیث مروی ہیں۔ فقہ اور اجتہاد میں آپؓ کو خاص مقام حاصل تھا۔ حضرت علیؓ چار سال نو ماہ تک منصب خلافت پر فائز رہے۔ 19 رمضان المبارک ۴۰ھ 660ء کو جب آپ فجر کی نماز کوفہ

کی مسجد میں پڑھا رہے تھے تو ایک خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم آپ پر زہر آلود خنجر سے حملہ آور ہوا۔ آپ کو کئی زخم آئے جس کے نتیجے میں 21 رمضان المبارک کو جام شہادت نوش فرمایا۔

۲۷ رمضان المبارک۔۔۔نزولِ قرآن کی رات

وہ راتیں جو فضیلت کی حامل ہیں اور جن میں کی گئی عبادت کو افضل قرار دیا گیا ہے وہ پندرہ ہیں۔ ان راتوں میں سے اعلیٰ اور اولین درجہ جس شب کو حاصل ہے وہ شب قدر ہے۔ قرآن میں اس کی عظمت و شرف کا بیان اس طرح ہوا ہے:

انا انزلناه فی لیلة القدر. (القدر،۹۷:۱)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا۔

اسی سورۃ میں اشارہ فرمایا: شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہی وہ عظیم رات ہے کہ یہ رات صرف امت محمدیہ کو نصیب ہوئی ہے، اس سے قبل کسی بھی امت کے نصیب میں نہیں تھی۔

حضرت انسؓ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی ہے جو کہ پہلی امتوں کو نہیں ملی''۔ (دیلمی، مسند الفردوس، رقم: ۶۴۷)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہوا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے اور فرماتے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرو۔ (متفق علیہ)

یہ امر قابل غور ہے کہ بعض کو بعض پر فضیلت دینا سنت الٰہیہ ہے۔ راتوں میں لیلۃ القدر، دنوں میں جمعۃ المبارک، جگہوں میں کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی اور ان سے بڑھ کر گنبد خضریٰ میں مزار اقدس کی جگہ اور کل مخلوق میں سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کو فضیلت حاصل ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو کیا کہوں؟ (اس کے جواب میں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو:

اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنی. (جامع ترمذی، کتاب الدعوات، رقم:۳۵۱۳)

''اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرمادے''۔

سانحۂ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو سلام

﴿اقراء یوسف جامی﴾

انتظامی خرابی، کمیونیکیشن چینل کی عدم دستیابی، نابالغ الذہن قیادت، قوت فیصلہ سے محروم اور بادشاہی کا خواب دیکھنے والی پولیس، نامکمل ڈھانچہ، لاعلم اور غیر تربیت یافتہ پولیس اور ان سے بڑھ کر ان کے افسران یہ ساری انتظامی بربادی کی نشانیاں ہیں جو بلاشبہ اس سسٹم کا حصہ ہیں جو برسوں سے پاکستان میں رائج ہے۔ اسی کمزور اور بانجھ سسٹم کے خلاف ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اصلاحی بیڑہ اٹھایا تو یہ فرعون صفت حکمران راہ کی دیوار بننے کو تیار ہوگئے۔ اس اصلاحی و انقلابی بیڑے میں جب لاکھوں باشعور عوام نے ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو مسندِ اقتدار پر مسلط حکمرانوں کو بے حد تشویش لاحق ہوئی اور یقیناً ان فرعون صفت حکمرانوں کو خون ریزی کے علاوہ کوئی اور دوسرا منصوبہ سمجھ نہ آیا اور اسی منصوبے کے تحت قانونی بیریئرز کو غیر قانونی طریقے سے ہٹاتے ہوئے لے پالک پولیس نے سانحہ ماڈل ٹاؤن میں 90 سے زیادہ لوگوں کو شدید زخمی اور 14 بے قصور لوگوں کو قتل کیا جس میں 2 خواتین بھی شامل تھیں۔ داعیان امن و محبت اور دہشت گردی کے خاتمے کا دم بھرنے والے حکمران اور بنت حوا کی پاسبان پولیس نے اپنے ہی ملک کی غریب مفلوک الحال اور نہتی بہنوں کو سرعام گولیاں ماریں۔ اسلام کا قلعہ کہلانے والی ریاست کے اندر ریاست کے حواریوں نے باپردہ عوتوں کی بے پردگی کی وہ مثال قائم کی کہ یہود و ہنود بھی پیچھے رہ گئے۔

انقلاب سے خائف حکمرانوں کے چمچوں نے قانونی بیریئرز کو غیر قانونی طریقے سے ہٹاتے ہوئے اپنے اعلیٰ افسران کو 14 جانوں کا نذرانہ پیش کیا تو دل ہی دل میں انہوں نے خوشی کے بھنگڑے ڈالے مگر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ایک کمیشن کے قیام کا فیصلہ کردیا۔ جسے پاکستان عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور ان کے کارکنان نے یکسر مسترد کردیا۔ یہ کمیشن حکومتی ایف آئی آر، حکومتی گواہ، حکومتی وکیل اور حکومتی جج پر مشتمل تھا اور پھر اچانک انجانے خوف کے تحت حکومت نے اپنے ہی مقرر کردہ کمیشن کے سربراہ کے اختیارات کو محدود کردیا۔ کمیشن نے رپورٹ بنا کر پیش کی تو حکومت کو اس رپورٹ کو چھپاتے ہوئے دوسرا کمیشن ترتیب دینا پڑا۔

مختلف حیلوں اور بہانوں سے یہ کیس آج تک لٹکا ہوا ہے۔ ان کم ظرف اور ظالم حکمرانوں نے شہیدوں کے ورثاء اور لواحقین کو خریدنے کی ہر طرح سے کوشش کی۔ لاکھوں روپے کی پیشکش نوکریاں اور بہت کچھ مگر قربان جائیں ان عظیم کارکنان کے جنہوں نے یہ سب جوتے کی نوک پر رکھتے ہوئے دیت نہیں قصاص کا نعرہ بلند کیا۔ تنزیلہ امجد شہیدہ اور شازیہ مرتضٰی شہیدہ کے بھائیوں کا کہنا ہے کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ہماری پولیس کبھی ہماری عورتوں پر بھی گولیاں چلائے گی کیونکہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی قانون کے محافظوں کی طرف اس بے دردی سے مرد و زن پر سیدھی گولیاں نہیں چلائی گئی تھیں لیکن موجودہ حکومت نے درندگی میں چنگیز خان اور ہلاکو خان کو بھی مات دے دی۔ ہم ان کے حکمرانوں کی طرف سے پیش کی گئی امدادی رقوم ٹھکراتے ہیں اور قانون کے مطابق قصاص کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تنزیلہ شہیدہ کے بچے آنکھوں میں نمی لئے اقتدار پر مسلط حکمرانوں سے سوال کرتے ہیں کہ آخر ان کی ماں کا قصور کیا تھا؟ جواب میں حکومت شاید ہی یہ کہہ پائے کہ ان کا قصور یہ تھا کہ ان کی آنکھوں نے حقیقتاً خوشحال پاکستان کے خواب دیکھے تھے انہوں نے اس خواب کی تعبیر کی طرف قدم اٹھائے تھے جس خواب میں پاکستان کرپشن، دہشت گردی، مہنگائی اور ظلم سے پاک تھا ان بہنوں کا قصور یہ تھا کہ یہ قائداعظم کے افکار اور تصور اقبال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس قوم کا شعور بیدار کر رہی تھیں۔ ہم ان سب شہداء کے ورثاء کو سلام پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے مصطفوی انقلاب کی خاطر جانوں کا نذرانہ دینے والے شہیدوں کے خون کا سودا کرنے کی بجائے قصاص کا مطالبہ کیا۔ بہت حق اور باطل کے معرکے میں بہت کم لوگ حق کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور پھر ان بہت کم لوگوں میں سے بھی چند لوگ ماتھے کا جھومر بنتے ہیں۔ ان سب گھرانوں کو صد بار مبارکباد جن کو مولا نے اس عظیم قربانی کے لئے چنا اور وہ راہ استقامت پر قائم رہے اور نوید ہو ان سب ورثاء و لواحقین کے لئے کہ انقلاب کا سورج جلد طلوع ہونے کو ہے۔ کیونکہ قدرت کا قاعدہ ہے کہ جہاں فرعون جیسے ظالم حکمران دندناتے پھرتے ہیں وہیں موسیٰ علیہ السلام جیسے رہبر و رہنما بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ہمیں فقط ناامیدی کو ختم کر کے امید اور یقین کے دیپ جلا کر اس روشنی کو عام عوام تک بانٹنا ہے پھر انقلاب کی راہیں متعین کرنا رب کائنات کا کام ہے۔

؎ نہیں ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

جہیز کی شرعی حیثیت

(قسط دوم)

رابعہ نسرین (منہاج کالج برائے خواتین)

اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شادی کے موقع پر خاوند یا بیوی کی طرف سے سامان جہیز دیا جانا ضروری نہیں اور نہ یہ نکاح اور شادی کا لازمہ ہے ورنہ سعید بن مسیّبؒ جیسے متبع سنت تابعی اس کی خلاف ورزی نہ کرتے۔ بیوی کی جملہ جائز ضروریات اور اخراجات کا شرعاً ذمہ دار خاوند ہے، ہدایہ میں ہے۔

النفقة واجبة للزوجة علی زوجها مسلمة کانت او کافرة اذا سلمت نفسها الی منزله فعلیه وکسوتها وسکناها والاصل فی ذلک قوله تعالی لینفق ذوسعة من سعته.

(مرغنانی، برہان الدین، ہدایہ، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، س ن، ص ۴۱۵)

’’بیوی مسلمان ہو یا کتابیہ اس کا ہر قسم کا خرچہ خاوند پر واجب ہے جبکہ وہ (بیوی) اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کردے اور اس کے گھر میں منتقل ہوجائے اس خرچہ میں اس کی خوراک، لباس اور رہائش کے لئے مکان داخل ہے اور اس حکم میں بنیاد باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے‘‘۔

بیوی ہوتے ہوئے اس کو سکنیٰ (رہائش کے لئے مکان) کا دینا واجب ہے۔ بعد از طلاق بھی عدت کے دوران بیوی کے لئے سکنیٰ مہیا کرنا لازم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَسۡكِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ . (الطلاق، ۶۵:۶)

’’تم اُن (مطلّقہ) عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم اپنی وسعت کے مطابق رہتے ہو‘‘۔

ظاہر ہے جب رہنے کا مکان خاوند کے ذمہ ہے تو ایک مکان میں رہنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوسکتی ہے اور اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور سونے کے لئے جن اشیاء کا استعمال میں لانا ضروری ہے اور جن کو ہماری اصطلاح میں جہیز کہا جاتا ہے وہ بھی خاوند ہی کے ذمہ واجب ہوں گی۔

یہ بات واضح ہے کہ قرآن پاک، صحاح ستہ اور معروف کتب احادیث اور چاروں فقہاء کی امہات الکتب

میں باب الجہیز کے عنوان سے کوئی باب نہیں اگر کوئی شرعی حکم ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ جہاں نکاح سے متعلق دیگر احکامات تفصیلاً بیان ہوئے وہاں جہیز کا بیان نہ ہوتا۔ لیکن جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اسلام کا دائرہ کار وسیع ہوجانے سے اور مسلمانوں کے مختلف مما لک میں پھیل جانے ور غیر مسلم اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنے کی وجہ سے بعض رسومات ان میں دانستہ یا نادانستہ پیدا ہوگئی تھیں۔ جن میں سے ایک جہیز ہے۔ اس کے مسلمانوں میں آجانے کی وجہ سے بعض متاخرین فقہاء کے فتاویٰ میں جہیز کے سلسلے میں چند جزوی احکامات ملتے ہیں۔

الاحوال الشخصیہ میں مشہور فقیہ محمد ابوزہرہ متاع البیت کے عنوان سے فقہاء حنفیہ کی رائے بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

رای الحنفية وهو ان اعداد البيت على المزوج كان النفقة بكل انواعها من مطعم او ملبس ومسكن عليه واعبداد البيت من المسكن فكان بمقتضى هذا الاعداد على الزوج اذا النفقة بكل انواعها تجب عليه والمهر ليس عوض الجهاز لانه عطا ونخلة كما سماه القرآن فهو ملك خالص لها وهو حقها على الزوج بمقتضى احكام الزواج وليس ثمه من مصادر الشريعة مايجعل المتاع حقا على المبرئة ولا يثبت حق من حقوق الزواج من غير دليل.

(ابوزہرہ، محمد، محی الدین، الاحوال الشخصیہ ، السعادۃ القاہرہ، ۱۹۸۵ء، ۹۷۷)

’’حنفی فقہاء کی رائے یہ ہے کہ گھر (اور گھریلو سامان) کی تیاری خاوند کے ذمہ ہے کیونکہ ہر قسم کا خرچہ مثلاً کھانا، لباس اور رہائش کی جگہ دینا اس پر واجب ہے۔ اور گھریلو ساز و سامان (جسے عرف عام میں جہیز کہا جاتا ہے) رہائش کے مکان میں داخل ہے۔ پس اس اعتبار سے گھریلو ساز و سامان کی تیاری خاوند پر واجب ہوئی۔ حق مہر جہیز کا عوض نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ صرف اور صرف عطیہ ہے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کا نام نحلۃ (عطیہ) رکھا۔ وہ خالصتاً بیوی کی ملکیت ہے اور خاوند پر اس کا حق ہے۔ مصادر شریعت میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس کی بنیاد پر گھریلو ساز و سامان کی تیاری عورت کا حق قرار دیا جاسکے اور بغیر دلیل کے کبھی کوئی حق ثابت نہیں ہوتا‘‘۔

مالکی فقہاء کے نزدیک اگرچہ جہیز کے سامان کی تیاری عورت کے ذمہ ہے تاہم اس میں بھی یہ وضاحت ہے کہ یہ ساز و سامان پیشگی رقم مہر سے بنائے گی نہ کہ اپنے ذاتی مال یا والدین کے مال سے۔ اگر خاوند کی طرف سے پیشگی کوئی رقم اس کے پاس نہ بھیجی جائے تو اس پر سامان جہیز لازم نہیں ہے۔

السید سابق لکھتے ہیں۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”یہ ایک عام رواج یا عادت ہے کہ بیوی اور اس کے گھر والے جہیز اور گھر کا ساز و سامان تیار کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ عورت کے نئے گھر میں جانے کی مناسبت سے عورت کو خوش کرنے کا ایک طریقہ ہے“۔

جس طرح دیگر کئی ایک رسوم کو جن میں کوئی شرعی قباحت یا ممانعت نہ تھی قبول کرلیا گیا، اسی طرح اس رواج (جہیز) کو بھی اپنالیا گیا ورنہ یہ کوئی شرعی حکم یا نکاح کا کوئی لازمی جزو نہیں ہے۔

جہیز دینا درجہ مباح میں ہے

یہ بات واضح ہوچکی کہ شادی پر لڑکی کے والدین کا جہیز دینا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اور نہ ہی یہ لازمہ نکاح ہے اور نہ ہی سنت ہے۔ جہیز کا سامان مہیا کرنے کا ذمہ دار خاوند ہے۔ گھریلو ساز و سامان تو الگ رہا نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے لئے خوشبو بھی مہر کی رقم سے منگوائی۔ یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا ورنہ آپ ﷺ اگر چاہتے تو احد پہاڑ کو سونا بنا کر حضرت فاطمہؓ کے جہیز میں دے دیتے۔

لیکن آج ہمارے معاشرے میں کئی ایسی رسومات پائی جاتی ہیں جن کا شریعت اسلامی میں کوئی تصور نہیں پایا جاتا یعنی شریعت اسلامی میں نہ تو ان کا درس ملتا ہے اور نہ ہی اس کی ممانعت ملتی ہے ایسے امور کو فقہ اسلامی کی روشنی میں مباح کہتے ہیں ان میں سے ایک جہیز بھی ہے۔ جو ہمارے معاشرے میں آگیا ہے اور جڑ پکڑ چکا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مروجہ جہیز یعنی شادی کے موقع پر والدین کا اپنی گرہ سے سامان جہیز خرید کر لڑکی کے ساتھ بھیجنے کو عموماً سنت نبوی تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس حقیقت کے برعکس ہے۔ اس مغالطہ کا باعث وہ روایت ہے جسے محدثین قریباً ایک جیسے الفاظ کے ساتھ لائے ہیں۔ سنن نسائی کے الفاظ پیچھے ذکر کئے جاچکے ہیں۔ جس میں لفظ جہز آیا ہے۔ اس لفظ سے مروجہ جہیز کو سنت نبوی سمجھنا غلط ہے۔

اور سنن ابن ماجہ میں ہے:

ان رسول الله ﷺ اتى عليا وفاطمة وهما فى خميل لهما والخميل القطيفة البيضاء من الصوف قد كان رسول الله ﷺ جهزهما بها.

(ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، المملکۃ العربیۃ، السعودیہ، ۱۴۲۰ھ، ۳۱۷)

”رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لائے وہ دونوں اس وقت اون کی

سفید چادر میں تھے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں کو اسی چادر کے ساتھ تیار کیا تھا''۔

اب اگر جھز کا معنی جہیز لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے بیٹی کے علاوہ اپنے داماد کو بھی جہیز دیا۔ جو عقلاً اور نقلاً غلط ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

عن عائشة و ام سلمة قالتا امرنا رسول الله ﷺ ان نجهز فاطمة حتى ندخلها على على (رضى الله عنه) عمدنا الى البيت نفرشناه ترابا لينا من اعراض البطحاء الخ.

(المغربی، محمد الفاسی، مجمع الزوائد، دارالکتاب، لبنان، س۔ن، ۱۳۸، ۱)

''حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو تیار کرکے علی المرتضیٰؓ کے پاس داخل کردیں چنانچہ ہم اس تیاری کے ضمن میں گھر کی طرف متوجہ ہوئیں اسے سرزمین بطحا کی نرم مٹی سے پلستر کیا۔''

اس روایت میں بھی جھز کا معنی جہیز دینا کسی قیمت پر نہیں لیا جاسکتا۔ اسی طرح دیگر کچھ احادیث میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے مگر اس سے جہیز دینا کے معنی نہیں نکلتے۔

حضرت فاطمہؓ کے سامان کو جہیز سمجھنا اس لئے بھی درست نہیں کہ حضور ﷺ کی دیگر صاحبزادیوں کو اتنا سامان بھی نہیں دیا گیا اور حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمین اور عادل و منصف ذات سے یہ بعید ہے کہ آپ اپنی اولاد میں کسی قسم کا ترجیحی سلوک روا رکھیں۔ جہاں تک ظاہری معاملات کا تعلق ہے ان میں کسی لڑکی یا لڑکے کو دوسری اولاد پر ترجیح دینا خلاف شرع ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

ساووا بين اولادكم فى العطية كنت مفضلا احد الفضلت النساء.

(نسائی، احمد بن شعیب، امام، سنن نسائی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۱، رقم الحدیث ۳۳۸۲)

''تم عطیہ دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرو۔ اگر کسی کی تفصیل یا ترجیح جائز ہوتی تو میں عورتوں کو ترجیح دیتا''۔

اس سے بھی واضح ایک روایت یوں ہے۔

''حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں۔ میرے والد (بشیر) نے مجھے بطور ہبہ کوئی چیز عطا کی ہے۔ میری

والدہ نے ان سے کہا کہ اس ہبہ پر رسول ﷺ کو گواہ بناؤ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس لڑکے کی ماں نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اسے بطور ہبہ کچھ دوں۔ چنانچہ میں نے اس کے نام ہبہ کردیا۔ اب کہتی ہے کہ میں اس ہبہ پر آپ کو گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے تمام اولاد کو اسی طرح ہبہ کیا ہے جس طرح اس لڑکے کو کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تب مجھے اس پر گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ تمام اولاد کا تجھ پر حق ہے کہ تو ان میں برابری کرے"۔ (ابن کثیر، عماد الدین، امام، کنز العمال، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۷۷ھ، ۲۲)

معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؓ کا جہیز (اگر اس سامان کو جہیز کا نام بھی دیا جائے) حضور ﷺ کی طرف سے کوئی عطیہ نہ تھا ورنہ حضور ﷺ باقی صاحبزادیوں کو بھی ضرور عنایت فرماتے۔

جہیز کی فرمائش، ایک ناجائز مطالبہ

یہ امر ثابت ہو چکا کہ سامان جہیز خاوند کی ذمہ داری ہے اور جملہ ضروری گھریلو اشیاء کے مہیا کرنے کا پابند ہے۔ لہٰذا خاوند یا اس کے گھر والوں کو قطعاً حق حاصل نہیں کہ وہ بیوی یا اس کے والدین سے جہیز کا مطالبہ کریں یا انہیں مجبور کریں۔ امام ابن حزم بیان کرتے ہیں:

"عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کے پاس سامان جہیز لائے۔ نہ ہی اس مہر کی رقم سے جو خاوند نے اسے دی ہے اس کا اپنا مال مہر جو سارے کا سارا اس کی ملکیت ہے اس میں وہ جو چاہے کرے خاوند کو اس میں کسی قسم کا دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔

(ابن حزم، علی بن احمد، المحلی، دار الافاق الجدیدہ، بیروت، لبنان، ۴۰۴)

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے۔

"اگر کوئی آدمی ایک ہزار روپے مہر پر کسی عورت سے نکاح کرے اور عادت یہ ہو کہ اتنا مہر ایک بڑے جہیز کے مقابلے میں ہوتا ہو مگر وہ عورت ایسا نہ کرے (جہیز نہ لائے) تو خاوند کو اس بات کا حق نہیں کہ اس سے جہیز لانے کا مطالبہ کرے۔ اگر بیوی جہیز بھی لائے تو اس کی مالک بیوی ہی ہوگی خاوند کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ آدمی پر واجب ہے کہ وہ عورت کے لئے ایسی رہائش کی جگہ تیار کرے جو ضروریات زندگی پر مشتمل ہو۔

(الجزیری، عبدالرحمٰن، ترجمہ: منظور احسن عباسی، کتاب الفقہ علی مذہب الاربعہ، علماء اکیڈمی، شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، ۲۰۰۶ء، ج۴، ص۲۱۷)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"صحیح یہ ہے کہ خاوند بیوی کے باپ سے کسی شے کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ مال نکاح میں مقصود نہیں۔

(مواہب الرحمٰن، ترجمہ: مولانا سید امیر علی، فتاویٰ عالمگیری، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، س،ن، ج۲،ص۲۲۳)

پس جو لوگ اپنی عیاشیوں کے لئے ناجائز طریقوں سے لڑکی کے والدین کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں وہ دراصل ڈاکو ہیں جو ایک جونک کی طرح لڑکی کے والدین کا خون چوستے ہیں۔ اگر ان کی فرمائش کو پورا نہ کیا جائے تو ساس و نند کا لڑکی کو کہنا کہ تمہارے ماں باپ نے تو کچھ نہیں دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

کیا آخرت میں اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی؟ کیا ساس جو ماں کے درجہ میں ہوتی ہے اس کے لئے بیٹی سے بھیک مانگنا کہ میرے لئے یہ دو۔۔۔ میری فلاں بیٹی کو یہ دو۔۔ دیور کے لئے یہ دو۔۔میری بیٹی کے سسرال والوں کے لئے ہی دو۔۔ کیا یہ ماں ہونے کے ناطے مناسب ہے۔ اس طرح سے مانگنا تو لفظ ماں کے تقدس کو پامال کرنا ہے۔ اور ایسے لوگ دراصل وہ ہیں جن کے دلوں سے خوف خدا مکمل طور پر رخصت ہوگیا ہے اور اس لوٹ کھسوٹ میں وہ لوگ بھی کچھ پیچھے نہیں ہیں جو مسجدوں میں تو اگلی صف میں دکھائی دیتے ہیں مگر فرمائشی جہیز کو گناہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ فرمائشی جہیز بھیک مانگنے کی سب سے بری اور ناجائز قسم ہے۔

اسلامی شریعت میں بھیک مانگنا صرف اس وقت جائز ہوسکتا ہے۔ جب کوئی شخص ایک وقت کے کھانا کھانے تک کا محتاج ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من سائل مسالة عن ظهر غنى استكثربها من رضف جهنم قالوا يارسول الله وما ظهر الغنى؟ قال عشاء ليلة. (دار قطنی، علی بن عمر، سنن دار قطنی، مطبوعہ مصر،۲،۱۲۱)

"جس شخص نے قدر حاجت موجود ہونے کے باوجود کوئی سوال کیا تو گویا کہ اس نے جہنم کے گرم پتھروں کو جمع کرنے میں زیادتی کی۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ قدر حاجت سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نان شبینہ"۔

اس جیسی حدیثیں اور بھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت اسلامی میں مانگنے کی مذمت اور برائی بیان کی گئی ہے۔ پس جہیز کا مطالبہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔

جہیز کی تباہ کاریاں

جب معاشرے میں کوئی رسم پائی جاتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر وہی رسم تباہ کاری کا باعث ہوجائے تو اس کا فائدہ بھی ناپید ہوجاتا ہے۔ ایسی ہی رسوم میں سے ایک رسم جہیز

ہے۔ جہیز دینا جو کہ ایک مباح عمل ہے معاشرے میں ضروری سمجھا جانے لگا ہے اور ایک قبیح رسم کی شکل اختیار کرگیا ہے۔ جہیز مانگنے والوں اور دینے والوں کی بدولت اس رسم نے معاشرے میں اپنی جڑیں مضبوط کرلی ہیں جس نے ایک پریشان کن معاشرتی مسئلہ اور اقتصادی برائی کی صورت اختیار کرلی ہے۔

جہیز کی تباہ کاریوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

نمودونمائش اور تفاخر

امراء رسم جہیز کو اپنے جاہ و منصب کی شناخت سمجھتے ہیں اور بے پناہ پیسہ خرچ کرتے ہیں اور اس رسم کو شہرت و ناموری، دولت کی ریاکاری اور پابندی رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑی دھوم دھام اور تکلف سے اس کی نمائش کی جاتی ہے حالانکہ اسلام نے نمودونمائش سے منع کیا ہے اور اس وجہ سے غریب مائیں اور بیٹیاں احساس کمتری کا شکار ہوتی ہیں۔

اسی نمائش کے جذبے سے لوگوں میں تفاخر پیدا ہوتا ہے۔ والدین فخر سے بتاتے ہیں کہ ہم نے اپنی بیٹی کو فلاں فلاں چیز دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا. (النساء:۳۸)

''اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر، اور شیطان جس کا بھی ساتھی ہوگیا تو وہ برا ساتھی ہے''۔

اسراف وتبذیر

جہیز کی برائیوں میں سے ایک برائی اسراف وتبذیر بھی ہے۔ لوگ دیکھا دیکھی اسراف پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ مثلاً بھاری کپڑے، زیورات اور ضرورت سے زائد اشیاء وغیرہ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسراف سے منع کیا فرمایا ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا. (الاسراء:۲۷)

''بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے''۔

اور اعتدال کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خیر الامور اوسطھا. ''کاموں کی اچھائی ان کا اعتدال ہے''۔

﴿نمازِ حاجت﴾

جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ اللہ کی تائید و نصرت کیلئے کم از کم دو رکعت نفل بطور حاجت پڑھے۔
ان دونوں رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد ۱۱، ۱۱ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھنا باعث برکت ہے۔
چار رکعات بھی ادا کرسکتا ہے۔
مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت یہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ اس نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ حاجت پوری فرما دیتا ہے۔

طریقہ:

حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولات مبارکہ میں اس کے دو طریقے ملتے ہیں:

۱۔ ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، بزار اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان کی طرف کوئی حاجت ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں تحفۂ درود پیش کر کے یہ دعا مانگے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ أَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ، وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ إِثْمٍ۔ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا، يَا أَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

۲۔ ترمذی، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، حاکم، ابن خزیمہ، بیہقی اور طبرانی نے بروایت حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک نابینا صحابی کو اس کی حاجت برآری کے لئے دو رکعت نماز کے بعد درج ذیل الفاظ کے ساتھ دُعا کی تلقین فرمائی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں اپنی حاجت برآری کے لئے اسی طریقے سے دو رکعت نماز کے بعد دعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ! إِنِّی أَسْأَلُکَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَيْکَ بِنَبِيِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّی قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ إِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی هٰذِهِ لِتُقْضٰی، اَللّٰهُمَّ! فَشَفِّعْهُ فِيَّ. (ترمذی، ابواب الدعوات)

(ڈاکٹر محمد طاہر القادری، الفیوضات المحمدیہ، ۵۶)

گلدستہ

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

﴿انڈے کے رول﴾

اجزاء:

قیمہ	ایک کلوگرام
پیاز	دو عدد درمیانے
لہسن	چھ جوئے
دارچینی	دو ٹکڑے
الائچی	چار عدد
لونگ	چھ عدد
ادرک	ایک انچ کا ٹکڑا
پودینہ	ایک گٹھی
ہرا دھنیا	ایک گٹھی
ہری مرچیں	آٹھ عدد
ہلدی	ایک چائے کا چمچ
انڈے	چھ عدد
دودھ	دو بڑے چمچ
گھی	حسب ضرورت
نمک	حسب ذائقہ

ترکیب:

قیمہ میں پسا ہوا ادرک، لہسن، ہری مرچیں، ہلدی اور نمک ڈال کر پکائیں۔ پکنے پر اسے بھون کر خشک کرلیں اور ٹھنڈا ہونے کے لئے رکھ دیں۔ اب قیمے کو دارچینی اور الائچی کے ساتھ پیس لیں۔ کڑاہی میں تھوڑا سا گھی گرم کرلیں اور پیاز باریک کاٹ کرتل لیں۔ جب بادامی ہوجائے تو اس میں کٹا ہوا دھنیا، پودینہ اور پسا ہوا قیمہ اچھی طرح ملاکر چولہے سے اتارلیں۔

اب انڈوں کو پھینٹ لیں اور اس میں تھوڑا سا نمک، ایک چٹکی چینی اور دودھ ڈال کر اچھی طرح حل کرلیں۔ تھوڑا سا گھی فرائی پین میں گرم کریں اور ایک بڑا چمچہ انڈوں کا آمیزہ ڈال کر کیک کی شکل میں پھیلادیں ایک ہی طرف سرخ کرکے اتارلیں۔ اس طرح چار پانچ کباب بن جائیں گے۔ اب ان میں قیمہ بھرکر رول کی شکل بنالیں دوبارہ ان رولز کو گھی میں تل لیں۔

موسم گرما کیلئے بہترین مشروبات

موسم گرما کا شدید درجہ حرات نہ صرف چڑچڑے پن کا باعث بنتا ہے بلکہ ہمارے جسمانی نظام کو بھی متاثر کرتا ہے نیند کے مسائل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ تھکاوٹ اور توجہ کی کمی کا مسئلہ الگ ہوتا ہے۔ مصالحے دار کھانے اور گرم مشروبات، نمکین سالن جو کہ عام طور پر ہماری روزمرہ کا حصہ ہوتے ہیں۔

درحقیقت ہمارے منہ میں موجود ہیٹ ریسیپٹر کو ابھار دیتے ہیں جس کے نتیجے میں پسینہ زیادہ آنے لگتا ہے جو کہ جسم کو ٹھنڈا کرنے کا کام کرتا ہے۔ گرمیوں میں عام فاسٹ فوڈ کھانے سے بھی بھاری پن کا احساس ہونے لگتا ہے تو اپنے جسم میں نمی کو برقرار رکھنے اور ہلکے پن و ٹھنڈک کے احساس کے لئے اس موسم کے حساب سے درست غذاؤں کا انتخاب ضروری ہوتا ہے جو کہ آپ کو جسمانی طور پر مضبوط بناتا ہے۔

بہت زیادل سیال اشیاء جیسے پانی پینا ٹھیک ہے مگر اس بات کو یقینی بنایا جانا چاہئے کہ آپ اس موسم کے اعتبار سے درست مشروبات کو نظر انداز نہ کریں۔ بہت زیادہ میٹھے مشروبات یا سوڈا واٹر کا زیادہ استعمال مناسب نہیں۔ چاہے وہ آپ کو پسند ہی کیوں نہ ہو۔ اس موسم کے لئے بہترین مشروبات درج ذیل ہیں:

ناریل کا پانی

گرمیوں میں قدرتی مشروب جیسے ناریل کا پانی درحقیقت خدائی تحفہ ہے۔ یہ مشروب ہر طرح کے طبی فوائد اور جسم کو ٹھنڈا کرنے کی طاقت سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس میں شامل قدرتی مٹھاس اور ضروری معدنیات جسم میں پانی کی کمی نہیں ہونے دیتے اور ایسے شواہد بھی موجود ہیں کہ ناریل کا پانی کینسر کے خلاف جدوجہد اور بڑھاپے کی جانب سفر کو درست کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس کا پھل بھی وٹامنز، منرلز اور پوٹاشیم سے بھرپور ہوتا ہے۔

لیموں پانی

تازہ لیموں پانی کا استعمال بھی فرحت بخش ثابت ہوتا ہے جبکہ اس میں وٹامن سی اور متعدد طبی فوائد بھی موجود ہوتے ہیں۔ آپ اس کو میٹھا کر سکتے ہیں۔ نمک ڈال سکتے ہیں یا کچھ مقدار میں کالی مرچ اور زیرے کا پاؤڈر بھی شامل کر سکتے ہیں۔ اس کو ٹھنڈا کر کے استعمال کریں اور گرمی کو دور بھگائیں۔

لسی

دہی جسم کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بہترین چیز ہے۔ آپ اس سے مزیدار لسی بنا سکتے ہیں۔ رائتہ اور دیگر اشیاء بھی ہیں تاہم لسی تو گرمی بھگانے کے لئے سب سے بہترین سمجھی جاتی ہے۔

کولڈ کافی

اگر آپ کو دن کے آغاز پر زیادہ کیفین کی ضرورت ہوتی ہے تو آپ صبح کی پہلی کافی کولڈ کافی سے تبدیل کر سکتے ہیں۔ جو کہ آپ کے ذہن میں گرمی کے احساس کو بھی کم کردے گی۔ کولڈ کافی کا استعمال جلدی کینسر کا خطرہ کم کرتا ہے جو کہ شدید دھوپ میں بہت زیادہ گھومنے کی وجہ سے بہت زیادہ بڑھ سکتا ہے۔

خصوصی ہدایات برائے ویمن اعتکاف 2016ء

محترم عہدیداران، رفقاء، اراکین اور وابستگان تحریک جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی حضور شیخ الاسلام بنفس نفیس خود شہر اعتکاف میں تشریف فرما ہوں گے۔ اس سلسلے میں ہم سب پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس شہر اعتکاف کو عظیم الشان بنانے کے لئے اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دیں۔ ذیل میں چند ابتدائی ہدایات آپ کے گوش گزار کی جارہی ہیں تاکہ شہر اعتکاف میں آنے والی معتکفات، اعتکاف اور اعتکاف گاہ کے ماحول سے پوری طرح واقف ہوسکیں۔

۱۔ امسال اعتکاف رجسٹریشن فیس 2000 ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔

۲۔ اعتکاف کی بکنگ ایڈوانس ہوگی جس کی آخری تاریخ 15 رمضان المبارک ہے۔

۳۔ اکٹھے اعتکاف بیٹھنے کی خواہش مند ضلعی/تحصیلی تنظیمات اور افراد فقط اکٹھی ایڈوانس بکنگ کروانے کی صورت میں 1 بلاک میں بیٹھ سکیں گی۔

۴۔ شہر اعتکاف کے انتظامات میں جو رضاکارانہ طور پر خدمات سرانجام دینا چاہیں تنظیمات ایسی بہنوں کی لسٹ یکم رمضان تک مرکز ارسال کردیں تاکہ بروقت ان کی ڈیوٹیز لگائی جاسکیں۔

۵۔ مقامی صدر یا ناظمہ معتکفات کو اعتکاف کی ابتدائی معلومات اور ماحول کے تقدس کا خیال رکھنے کے حوالے سے بریفنگ دیں۔

۶۔ شہر اعتکاف میں موبائل فون پر سختی سے پابندی ہے اور موبائل فون لانے والوں کے سیٹ ضبط کرلئے جائیں۔

۷۔ معتکفات کے لئے شناختی کارڈ کی کاپی مع ٹیلی فون نمبر استقبالیہ پر جمع کروانا ضروری ہے۔

۸۔ معتکفات، شہر اعتکاف میں پاکیزگی اور صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

۹۔ شیر خوار بچوں کی مائیں بہت زیادہ عمر رسیدہ خواتین، حائضہ، مریضہ اور حاملہ خواتین اعتکاف کیلئے تشریف نہ لائیں۔

۱۰۔ 12 سال سے کم عمر بچوں کا داخلہ شہر اعتکاف میں بند ہے۔

۱۱۔ تنظیمات ساتھ آنے والی معتکفات کو اعتکاف کے شیڈول کی پابندی کروانے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے خطاب سنانے کی ذمہ دار ہوگی۔

۱۲۔ معتکفات شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور دیگر خطابات کے نوٹس لینے کیلئے ڈائری یا نوٹ بک ہمراہ لائیں۔

۱۳۔ تنظیمات درج بالا ہدایات کو نچلی سطح کے کارکن تک پہنچانے کا بہتر انتظام کریں۔

۱۴۔ اعتکاف 2016ء کے سلسلے میں کسی بھی انفارمیشن، راہنمائی یا تجاویز کے لئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کریں:

انیلہ الیاس (سربراہ ویمن اعتکاف) 0321-41335879

عائشہ قادری (سیکرٹری ویمن اعتکاف) 0333-8748504

042-111-140-140, 042-35177113 Ext:163/158

برائے رابطہ لاہور عطیہ بنین: 0335-4269087, 042-35178341 Ext:150

تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

اوکاڑہ: منہاج القرآن ویمن لیگ کا تنظیمی و تربیتی کنونشن

منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی نظامت تربیت نے 13 اپریل سے 10 مئی 2016ء تک مختلف اضلاع میں کارکنان کے لیے تربیتی کنونشنز کے انعقاد کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں 22 اپریل 2016 کو منہاج القرآن ویمن لیگ اوکاڑہ کے زیراہتمام تنظیمی و تربیتی کنونشن کا انعقاد کیا گیا جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی سیکرٹری جنرل انیلا الیاس، مرکزی ناظمہ دعوت گلشن ارشاد اور منہاج القرآن ویمن لیگ کشمیر کی جنرل سیکرٹری ام کلثوم قمر خصوصی طور پر شریک ہوئیں اور لیکچرز دیئے۔ کنونشن میں اوکاڑہ، دیپالپور، رینالہ خورد، حجرہ شاہ مقیم، بصیر پور اور حویلی لکھا سے منہاج القرآن ویمن لیگ کی کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

کنونشن کا آغاز تلاوت ونعت سے ہوا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ اوکاڑہ کی صدر زرین اختر نے تنظیمی و تربیتی کنونشن کے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

انیلا الیاس نے کنونشن سے گفتگو کرتے ہوئے شرکاء کو بتایا کہ منہاج القرآن ویمن لیگ کا نیا تنظیمی ڈھانچہ متعارف کروایا گیا ہے جس میں ضلعی اور تحصیلی سطح پر کوآرڈینیٹرز مقرر کیے گئے ہیں تاکہ مصطفوی مشن کے پیغام کو گراس روٹ لیول تک پہنچایا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ منہاج القرآن ویمن لیگ کا سفر دھائیوں پر مشتمل ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ صنف نازک کہلانے کے باوجود منہاج القرآن ویمن لیگ کی بہنوں کے جذبے، پہاڑ جیسے رہے۔ ناتوانی وجود انہیں انتھک جدوجہد سے نہ روک سکا۔ الحمدللہ لاکھوں خواتین اب ہماری شریک سفر ہیں۔ محبت الٰہی کی تلاش میں محافل ذکر ہوں، دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چنگاری جلانے کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں ہونے والی محافل میلاد ہوں، خواتین کے حقوق وفرائض کا شعور دینے والی ریلیاں، سیمینارز اور کانفرنسز ہوں، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر جان کی بازی لگانے کا عزم ہو، ہم ہمہ وقت سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ منہاج القرآن ویمن لیگ کی کارکنان قائد کی آنکھ کے ایک اشارے پر تن من دھن وار دینے کا عزم لئے صبح انقلاب کی منتظر ہیں۔

گلشن ارشاد نے منہاج القرآن ویمن لیگ کی نظامت دعوت کی طرف سے رفقاء کیلیے ترتیب دیے گئے 'دعوتی تنظیمی منصوبہ' کا تعارفی خاکہ پیش کیا، جبکہ ام کلثوم قمر نے 'ضرب امن' کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی۔

منڈی بہاؤالدین: منہاج القرآن ویمن لیگ کا تنظیمی و تربیتی کنونشن

منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی نظامت تربیت نے 13 اپریل سے 10 مئی 2016 تک مختلف اضلاع میں کارکنان کے لیے تربیتی کنونشنز کے انعقاد کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلے کا پہلا پروگرام منہاج القرآن ویمن لیگ منڈی بہاؤالدین کے زیراہتمام ہوا جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ وسطی پنجاب کی سیکرٹری جنرل انیلا الیاس، منہاج القرآن ویمن لیگ مغربی پنجاب کی سیکرٹری جنرل عائشہ قادری، منہاج القرآن ویمن لیگ کشمیر کی سیکرٹری جنرل ام کلثوم اور ایم ایس ایم سسٹرز کی صدر زینب ارشاد نے خصوصی شرکت کی۔ کنونشن میں منہاج القرآن ویمن لیگ منڈی بہاؤالدین کی عہدیداران اور کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

اجلاس کا آغاز تلاوت و نعت سے ہوا جس کے بعد منہاج القرآن ویمن لیگ منڈی بہاؤالدین کی ناظمہ سندیلہ احمد نے تنظیمی و تربیتی کنونشن کے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

کنونشن میں انیلا الیاس نے 'تنظیمی اخلاقیات اور مقصد کے حصول کا عزم' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوسروں کے ساتھ بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے۔ دوسروں کے لئے جینا اور اللہ سے تعلق جوڑنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ جو عمل انسان خود کرتا ہے اس کی گارنٹی نہیں ہوتی کہ آیا وہ درست ہے یا نہیں، یہ عمل جنت میں لے جارہا ہے یا جہنم میں ڈال رہا ہے لیکن جو عمل دوسروں کی بھلائی کے لئے کیا جاتا ہے وہ کبھی رد نہیں ہوتا۔ جب انسان کو یہ احساس ہوجائے کہ میں نے دوسروں کے لئے زندہ رہنا ہے تو پھر اسے ایک ایسی جماعت کو اختیار کرنا چاہئے جو دوسروں کی بھلائی اور فلاح کے لئے سرگرم عمل ہو تاکہ وہ اس کے ساتھ مل کر اپنی منزل کو جلد پاسکے۔ انہوں نے کہا کہ منہاج القرآن ویمن لیگ ہر شعبہ زندگی کی خواتین کے لیے بہترین پلیٹ فارم ہے جو انہیں قرآن و سنت کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کے شعور کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہے۔ دورِ حاضر میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شخصیت کسی نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں، جن کے افکار کروڑوں لوگوں کی زندگیاں بدل رہے ہیں۔ تنظیمی زندگی میں ہمارا پہلا ہدف اپنی اصلاح اور پھر پورے

معاشرے کی اصلاح کی کوشش ہے۔ یہی انسان کا مقصدِ حیات ہے۔

عائشہ قادری نے کنونشن میں شریک کارکنان کو منہاج القرآن ویمن لیگ کے نئے تنظیمی ڈھانچے سے متعارف کروایا۔ ام کلثوم قمر نے تحریک منہاج القرآن کی فروغ امن اور انسداد دہشت گردی کی مہم 'ضرب امن' کے حوالے سے بریفنگ دی اور زینب ارشاد نے مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ (سسٹرز) کے ورکنگ پلان کا خاکہ پیش کیا۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کا جموں وکشمیر کے تعلیمی ادارہ جات کا دورہ

مظفرآباد: مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ سسٹرز کی مرکزی سیکرٹری جنرل انیتا الیاس نے منہاج القرآن ویمن لیگ کشمیر زون کی جنرل سیکرٹری ام کلثوم قمر کے ہمراہ 08 سے 11 مئی 2016ء کو آزاد جموں وکشمیر کے مختلف تعلیمی ادارہ جات کا دورہ کیا۔ اپنے چار روزہ دورے کے دوران انہوں نے ویمن یونیورسٹی آف اے جے کے باغ، یونیورسٹی آف پونچھ راولاکوٹ، یونیورسٹی آف مینیجمنٹ سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کوٹلی، رائل پبلک ہاسٹل اپر چھتر، المصطفیٰ سکول، النعمان سکول اور منہاج ماڈل ہائی سکول ترارکھل میں منعقدہ ضرب امن مہم اور نصاب امن کی تعارفی تقریبات میں شرکت کی۔

مختلف تقریبات میں طالبات سے گفتگو کرتے ہوئے انیتا الیاس اور ام کلثوم قمر کا کہنا تھا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اہم عصری اور فکری ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے ''فروغ امن اور انسداد دہشت گردی'' کے لئے اسلامی نصاب ترتیب دیا ہے۔ عالمی سطح پر اس اقدام کو بیحد سراہا گیا اور اسے انسانیت کی ایک عظیم خدمت قرار دیا گیا۔ تحریک منہاج القرآن اور بانیٔ تحریک کی طرف سے یہ کارنامہ نہ صرف اُمتِ مسلمہ بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک عدیم النظیر اور فقید المثال تحفہ ہے۔ یہ نصاب کالجز، یونی ورسٹیز اور تعلیمی اِداروں کے طلبہ و طالبات اور نوجوانوں کے ساتھ ساتھ ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ وہ اِنتہاء پسندانہ فکر سے متاثر ہونے کے بجائے اِسلام کے تصورِ اَمن و سلامتی سے رُوشناس ہوکر معاشرے کے ذِمہ دار اور کارآمد اَفراد بن سکیں۔ شیخ الاسلام اور تحریک منہاج القرآن نے اپنا یہ فریضہ احسن طریقہ سے ادا کردیا۔ اب ملک وملت کے ہر ذی شعور شخص، ذمہ دار ادارے اور مسلمان حکومتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس اسلامی نصاب کو شامل نصاب کرکے عالم انسانیت کو اس کرب سے نکالنے میں اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں

نے کہا کہ حکمران قومی دولت کو تعلیم و شعور کے لیے خرچ کرنے کی بجائے کاغذی منصوبوں اور کرپشن کی نظر کر رہے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ آنے والے بجٹ میں جی ڈی پی کا 4 فیصد تعلیم پر خرچ کیا جائے۔ انہوں نے طالبات کو مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ میں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے حلقات درود اور سٹڈی سرکلز قائم کرنے کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔ مختلف سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کی طالبات نے مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ میں شرکت کا اعلان کا اور پرمن و ترقی یافتہ پاکستان کی تعمیر کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں جدوجہد کے عزم کا اظہار کیا۔

جھنگ: مختلف مقامات پر تنظیمی و تربیتی ورکشاپس

منہاج القرآن ویمن لیگ ضلع جھنگ کے زیراہتمام 03 مئی 2016ء کو جھنگ، احمد پور سیال، موچیوالہ، منڈی شاہ جیونہ اور شورکوٹ میں تنظیمی و تربیتی ورکشاپس کا انعقاد ہوا، جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ وسطی پنجاب کی سیکرٹری جنرل انیلا الیاس نے ’اطاعتِ امیر‘ اور منہاج القرآن ویمن لیگ مغربی پنجاب کی سیکرٹری جنرل عائشہ قادری نے ’منہاج القرآن ویمن لیگ کا دعوتی و تنظیمی منصوبہ‘ کے موضوع پر تربیتی لیکچرز دیئے۔ کنونشن میں منہاج القرآن ویمن لیگ ضلع جھنگ کی عہدیداران اور کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

مختلف مقامات پر ورکشاپس سے خطاب کرتے ہوئے عائشہ قادری نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن،

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ منہاج القرآن انٹرنیشنل امریکہ کی فعال کارکن محترمہ سعدیہ شکیل کے بھائی شہید ہوگئے ہیں، کویت سے تحریکی ساتھی محترم شمشاد حسین، محترم راشد امان (دیرینہ رفیق، پشاور) اور محترمہ روبینہ معین (صدر MWL پشاور) کے والد قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ محترمہ حمیدہ نائب قاصدہ ویمن لیگ کے چچا جان قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) جملہ قائدین تحریک بالخصوص مرکزی امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی اور ناظم اعلیٰ تحریک محترم خرم نواز گنڈا پور نے مرحومین کے لئے اظہار تعزیت کرتے ہوئے خصوصی دعا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا پیغام ہے اور غلامئ رسول کے کچھ تقاضے ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔ بلاشبہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ پاک نے اپنے دین کی خدمت کے لیے ہمیں شیخ الاسلام کی ولولہ انگیز قیادت میں منہاج القرآن ویمن لیگ کے عظیم پلیٹ فارم سے کام کرنے کا موقع دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ احیائے اسلام کی اس عظیم اور عالمگیر تحریک میں اجتماعیت کا حصہ بننا بڑے اعزاز کی بات ہے۔ نئے رفقاء کو تحریک میں شامل کرنے کے بعد ہمارا طرزِ عمل ایسا ہونا چاہیے جو نئے رفقاء کو احساس دلائے کہ وہ ایک عظیم اخوت کا حصہ بن گئے ہیں۔ لیکچر کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ شرکاء نے ورکشاپس میں بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

ہری پور: منہاج القرآن ویمن لیگ کی تنظیمی و تربیتی ورکشاپ

اس سلسلے میں 14 اپریل 2016ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ ہری پور کے زیراہتمام تنظیمی و تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا، جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی ناظمہ دعوت گلشن ارشاد اور وسطی پنجاب کی سیکرٹری جنرل انیلا الیاس شریک ہوئیں اور تربیتی لیکچرز دیئے۔ ورکشاپ میں منہاج القرآن ویمن لیگ ہری پور کی عہدیداران اور کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

اجلاس کا آغاز تلاوت و نعت سے ہوا۔ ورکشاپ میں لیکچر دیتے ہوئے گلشن ارشاد اور انیلا الیاس نے کہا کہ آج ہمارا معاشرہ بدامنی، اخلاقی بگاڑ اور برائی کی آماجگاہ بن کر جہنم کی تصویر پیش کر رہا ہے کیونکہ آج کی خاتون اپنا لاثانی کردار فراموش کر چکی ہے، اس کی ترجیحات بدل چکی ہیں۔ اسلام مخالف عناصر، عورت کے معاشرے میں کردار کی اہمیت کے پیش نظر سارا زور خواتین کے جذبہ ایمانی کو کمزور کرنے اور ان کی اقدار اور عقائد کو بگاڑنے پر لگا رہے ہیں۔ فحاشی و عریانی کو اتنا رواج دیا گیا ہے کہ سارا کا سارا میڈیا عورت کو محض Project کے طور پر پیش کر رہا ہے اور اسے انسانیت اور انسانی اقدار دونوں سے محروم کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کی عورت اس جال میں ایسی پھنس چکی ہے کہ بے لباسی اور نیم عریانی کو اپنا فخر تصور کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ منہاج ویمن لیگ نے اس بگاڑ کو محسوس کرتے ہوئے خواتین کو ان کے اصل کردار کا شعور دلانے اور انہیں معاشرے کی فعال اکائی بنانے کے لیے مصروف عمل ہے۔ ورکشاپ کا اختتام درود و سلام اور دعا پر ہوا۔

ملتان: منہاج القرآن ویمن لیگ کا تنظیمی و تربیتی ورکشاپ

17 اپریل 2016ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ ملتان کے زیراہتمام تنظیمی و تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا، جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ جنوبی پنجاب کی سیکرٹری جنرل عائشہ قادری اور منہاج القرآن ویمن لیگ وسطی پنجاب کی سیکرٹری جنرل انیلا الیاس نے شرکت کی اور شرکاء کو تربیتی لیکچرز دیے۔ ورکشاپ میں منہاج القرآن ویمن لیگ ملتان کی عہدیداران اور کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

اجلاس کا آغاز تلاوت و نعت سے ہوا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ ملتان کی صدر ہما اسماعیل نے مرکزی قائدین اور شرکاء کو خوش آمدید کہا، جبکہ ضلعی ناظمہ مدیحہ جاوید نے منہاج القرآن ویمن لیگ ملتان کی کارکردگی رپورٹ پیش کی۔

ورکشاپ میں تربیتی لیکچر دیتے ہوئے عائشہ قادری نے منہاج القرآن ویمن لیگ ملتان کی کارکردگی کو سراہا۔ ان کا کہنا تھا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی آواز گھر گھر پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ ملتان میں درسِ قرآن اور (حلقہ عرفان القرآن) کے کام کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ امتِ مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی تعلق کی بحالی ضروری ہے۔ حلقہ درود زیادہ سے زیادہ قائم کرکے اس مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ انیلا الیاس نے تنظیمی نیٹ ورک اور ورکنگ پلان پرعمل درآمد پر بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ ہم سب کو اپنے حصے کا کام احساس ذمہ داری سے کرنے کی ضرورت ہے۔ ورکشاپ کا اختتام دعائے خیر سے ہوا۔

کراچی

24 اپریل 2016ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ کراچی کے زیراہتمام تنظیمی و تربیتی کنونشن کا انعقاد کیا گیا جس میں منہاج القرآن ویمن لیگ مغربی پنجاب کی سیکرٹری جنرل عائشہ قادری، منہاج القرآن ویمن لیگ کراچی کی صدر رانی ارشد، سیکرٹری جنرل افنان بابر، نصاب امن مہم کی کوآرڈینیٹر کلثوم طفیل اور مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ (سسٹرز) کی صدر زینب ارشد نے تربیتی لیکچرز دیے۔ کنونشن میں گلشن ٹاؤن، جمشید ٹاؤن، اورنگی ٹاؤن، گڈاب ٹاؤن، لانڈھی ٹاؤن، بلدیہ ٹاؤن اور بن قاسم ٹاؤن سے منہاج القرآن ویمن لیگ کی کارکنان نے بڑی

تعداد میں شرکت کی۔

کنونشن کا آغاز تلاوت ونعت سے ہوا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کراچی کی صدر رانی ارشد نے تربیتی کونشن کے بھرپور انتظامات پر افنان بابر اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کنونشن میں شریک مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور شرکاء کو خوش آمدید کہا۔

افنان بابر نے 'تنظیمی اخلاقیات اور مقصد کے حصول کا عزم' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری فکر ونظریہ کو پروان چڑھانے کے لئے ہمیشہ خواتین کو مردوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ مصطفوی مشن کے فروغ کے لیے ایک متحرک فورم ہے جس کی کارکنان اور تنظیمات معاشرے میں عملی کردار ادا کر رہی ہیں۔

عائشہ قادری نے کنونشن میں شریک کارکنان کو منہاج القرآن ویمن لیگ کے نئے تنظیمی ڈھانچے سے متعارف کروایا۔ ام کلثوم قمر نے تحریک منہاج القرآن کی فروغ امن اور انسداد دہشت گردی کی مہم 'ضرب امن' کے حوالے سے بریفنگ دی اور زینب ارشد نے مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ (سسٹرز) کے ورکنگ پلان کا خاکہ پیش کیا۔

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے داماد محترم ڈاکٹر فیصل اقبال کے ناناجان اور محترم ظفر اقبال (ہیوسٹن، یوایس اے) کے سسر محترم حاجی محمد افضل خان (ہری پور) اور سفیر یورپ محترم علامہ حافظ نذیر احمد خان کے سسر قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، مرکزی صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم جی ایم ملک (ڈائریکٹر امور خارجہ) اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کے انتقال پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم سے نوازے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

ہمارا عزم، ہمارا کام
تعلیم، صحت، فلاح عام

آپکی زکوٰۃ

غریبوں اور محتاجوں کی زندگی بدل سکتی ہے

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے جاری منصوبہ جات

- آغوش (Orphan Care Home)
- اجتماعی شادیاں (1114)
- 45 شہروں میں ایمبولینس سروس
- فراہمی آب کے منصوبہ جات
- دستکاری سکولز برائے خواتین
- متاثرین تھرپارکر کی بحالی

منہاج کالج برائے خواتین (خانیوال) کی تعمیر

آیئے اس کارِ خیر میں حصہ ڈالیے

آپ اپنی زکوٰۃ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے

فریڈم اکاؤنٹ نمبر **01977900163103** حبیب بینک لمیٹڈ (فیصل ٹاؤن برانچ، لاہور)

میں بذریعہ آن لائن، چیک یا ڈرافٹ جمع کرا سکتے ہیں۔

رابطہ: **منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن** 366۔ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 0092-42-35168365 فیکس: 0092-42-35168184 e-mail:info@welfare.org.pk www.welfare.org.pk

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
JUNE-2016
LAHORE
Regd CPL No.45

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سنگت میں اعتکاف کریں

فقہی نشستیں، تربیتی حلقے، محافل قرأت و نعت، مجالسِ ذکر، خصوصی وظائف

خصوصی شرکت
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری ✦ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

نوٹ: معتکفین سحر و افطار کیلئے مبلغ -/2000 روپے فی کس جمع کروائیں گے

خواتین کے لیے الگ اعتکاف گاہ کا انتظام

ایڈوانس بکنگ یکم رمضان تک کی جائے گی۔

تفصیلات صفحہ 54 پر ملاحظہ فرمائیں

منجانب: نظامتِ اجتماعات تحریک منہاج القرآن

Tel:042-111-140-140
042-35163843
Cell:0333-4244365
0315-3653651

TahirulQadri TahirulQadri www.minhaj.org www.itikaf.com